القرآن

قال الله تعالیٰ فصل لربک وانحر (الکوثر)

ترجمہ : پس آپ ﷺ اللہ کے لئے نماز پڑھیئے اور قربانی کیجیے

تفسیر : اس ارشاد خداوندی میں نماز کے اہم ادب ''خشوع ورضائے الٰہی'' کا ذکر ہے کہ نماز (بلکہ ہر عمل صالح) کو ایسے طریقہ (خشوع) سے ادا کیا جائے جس سے اللہ کی خوشنودی حاصل ہو، رضائے الٰہی وخشوع کو پیدا کرنے کی صورت بیان کرتے ہوئے خلیفہ راشد (رابع) حضرت علی کرم اللہ وجہہ اس آیت مبارکہ کی تفسیر کرتے ہوئے ارشاد فرماتے ہیں کہ ''نماز میں دائیں ہاتھ کو بائیں ہاتھ پر تحت السرۃ (ناف کے نیچے) رکھنا (۱) یہ خشوع وخضوع پیدا کرنے کا بہترین طریقہ ہے۔ نیز امام بخاریؒ ومسلمؒ وحاکمؒ وغیرھم کے نزدیک صحابی کی تفسیر مرفوع حدیث کے حکم میں ہے۔ لہذا حضرت علیؓ کی تفسیر نبی ﷺ کی تفسیر کردہ ہے۔

اللہ رب العزت قرآنی تعلیمات پر عمل کرنے کی توفیق مرحمت فرمائیں

(آمین بجاہ النبی الکریم ﷺ)

1۔ التمہید لابن عبدالبر المالکیؒ م ۴۶۳ھ 164/8 ط بیروت

2۔ مستدرک حاکم م ۴۰۵ 211/1 ومعرفۃ علوم الحدیث ص 20

السنة

عن علی رضی الله عنه قال ان من السنة فی الصلوۃ وضع الاكف على الاكف تحت السرة (١)

ترجمہ:۔ حضرت علیؓ سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ بلاشبہ نماز میں ہتھیلی کو ہتھیلی پر تحت السرۃ (ناف کے نیچے) باندھنا سنت ہے۔

تشریح :۔ حضرت علیؓ نے ناف کے نیچے نماز میں ہاتھ باندھنے کو جو نماز کی سنت قرار دیا ہے دیکھنے میں تو یہ فرمان علیؓ لگتا ہے لیکن اصول حدیث کے مطابق یہ فرمان نبی ﷺ ہے جیسا کہ کتب اصول میں مصرح ہے (۲)۔جب یہ اصول کے مطابق یہ حدیث علیؓ مرفوع حدیث (خود حضور ﷺ کی) ہے تو اس کی توثیق وتصحیح حافظ ضیاء الدین المقدسی کے علاوہ خود مخالفین کو بھی تسلیم ہے ۔چنانچہ 1 :۔زبیر علی زئی غیر مقلد رقمطراز ہے" حافظ الضیاء المقدسی نے اسکی حدیث کو المختارہ میں لاکر صحیح قرار دیا ہے جو کہ توثیق ہے دیکھئے (الحدیث شمارہ ٦ ص ١١) 2:۔زبیر علی زئی غیر مقلد لکھتا ہے کہ" حدیث کی تصحیح وتحسین اسکے راویوں کی توثیق ہوتی ہے ملاحظہ ہو (الحدیث شمارہ ۵۵ ص ۴۱) اللہ رب العزت تعلیمات نبوی ﷺ پر توفیق عمل نصیب فرمائے۔

1۔الاحادیث المختارہ للمقدسی م ۶۴۳ھ 386/6 رقم 771 مصنف ابن ابی شیبہ 427/1،سنن ابی داؤد 117/1 ط ملتان

2۔تدریب مع التقریب للسیوطی 188/1 ،ومقدمہ ابن الصلاح ص 24

ندائے قافلہ حق (مدیر اعلیٰ کے قلم سے)

مالک ارض وسما کا یہ فیصلہ اٹل ہے کہ کسی ذی روح کو موت سے فرار نہیں مگر بعض اہل جنوں جام عشق یوں پیتے ہیں کہ جام وصراحی بھی انگشت بدنداں رہ جاتے ہیں۔ عشق الٰہی کا بانکپن مصلحت کوش کی فطرت ضعیف سے ماوراء ہے جو ہمیشہ سرنگوں رہا ہے۔ یہ سرفرازی تو کسی شوریدہ سر سرفراز ہی کے حصہ میں آتی ہے۔ جس کی غیرت نے تادم زیست مداہنت کا کفن نہ پہنا ہو۔ جس کی زبان وقلم اظہار حق میں بے باک ہو جس کا علم ایک بحر ناپید کنار تقوی جس کا شعار جس کا قلم رگ باطل پر برہنہ تلوار ترجمان اسلام جس کی آواز ہواور زندگی کی جاں گسل وادیوں میں بھی وہ سرفراز ہو۔ جی ہاں یہ وہ ہی سرفراز ہے جسے پارس کہا جائے تو بے جا نہ ہوگا کہ لوہا پارس کو لگ جائے تو سونا بن جاتا ہے اور اس مرد قلندر کی بارگاہ میں طلب علم کے لئے سرنگوں آنے والے سرفراز گئے ہیں اور رہتی دنیا تک اہل حق کو اپنے علم سے یہ شخص سرفراز کر گیا شاباش اے قصر نبوت کے دربان تو نے محافظ ہونے کا حق ادا کر دیا۔

کسی دشمن کو دین میں نقب نہ لگانے دی۔ اپنی حیات مستعار کے 95 سال جن میں سے ایام صغرسنی نکال دیئے جائیں تو بقیہ تمام عمر دین حنیف کے دفاع میں گزاری۔ ختم نبوت کے رہزنوں کو بیچ چوراہے علمی پھندے سے پھانسی دینا کہ مرزا قادیانی دوزخ کے درک اسفل میں کسک محسوس کرتا رہے۔ اور مسئلہ علم غیب سے ازالۃ الریب کر کے عقیدہ کو بے عیب بنانا، عقیدہ حیات انبیاء فی القبور پر پھیلائے گئے شرور کو تسکین الصدور لکھ کر ھباً منثور کر دیا۔ کہیں مسئلہ تقلید پر کلام مفید ارشاد فرمایا اور کبھی

مسئلہ فاتحہ خلف الامام کو احسن الکلام سے حل فرمایا۔ بدعات کی گھنگھور گھٹاؤں میں راہ سنت کا نشان بتلانا، راہ جنت سے بھٹکنے والوں کو باب جنت دکھانا اور کہیں تفسیر نعیم الدین کی تنقید متین سے اصلاح کرنا، دفع فساد کے اظہار شوق جہاد اور ذریت متعہ کے تقیہ کو ارشاد الشیعہ سے طشت از بام کرنا الغرض اے مجاہد دین امین تو نے پاسبانی کا حق ادا کر دیا۔ یہی تو وجہ ہے آج بحر و بر میں تیرے روحانی فرزند تحفظ سنت اور تنفیذ دین کے لئے سر بکف وسینہ سپر ہیں۔

اے میرے شیخ تیری محنت رائیگاں نہیں گئی۔ علمی میدان میں اپنے عقیدے اور مسلک پر جیسے تو نے محکم دلائل دیے اور کسی بھی موضوع کو تشنہ تکمیل نہ رہنے دیا، آج بحمد اللہ تیرے وارث ہر میدان میں داد شجاعت دے رہے ہیں۔ ناموس رسالت سے ناموس صحابہ تک اور ناموس فقہا مجتہدین سے ناموس محدثین تک کوئی میدان بھی باطل کے لئے کھلا ہوا نہیں ہے۔ تمام فتن جن کی سرکوبی میں آپ نے شب و روز صرف کیے آج وہ تمام فتن حالت نزع میں ہیں۔

اے ہمارے پروردگار ہمیں اپنے شیخ مولانا سرفراز خان صفدر رحمۃ اللہ علیہ کے مشن کو زندہ رکھنے کی توفیق عطا فرما۔ بے شک آج شیخ ہم میں نہیں مگر ہم اس درد جدائی کو ہی اپنے زخم فرقت کی دوا بنالیں گے۔

مجھے تسلیم قرب حسن میں ہے کیف بے پایاں
مگر سوز جدائی میں بھی لذت کم نہیں ہوتی

امام اہل السنۃ کا عظیم الشان جنازہ

مولانا محمد محمود عالم صفدر اوکاڑوی صاحب مدظلہ

حکیم الامت، مجدد الامت حضرت مولانا اشرف علی تھانویؒ نے فرمایا کہ

"ان الذین امنوا وعلموا الصالحات سیجعل لھم الرحمن ودا" کا مطلب یہ ہے کہ ایمان وعمل صالح سے قبولیت ومحبوبیت عامہ پیدا ہوتی ہے، یعنی جن لوگوں کو اس شخص سے کسی غرض کا تعلق نہ ہو، نہ حصولاً اور نہ فوتاً، ان کے دل میں محبت پڑ جاتی ہے، بشرطیکہ سلیم الطبع ہو حتی کہ غیر معاند کفار کے دلوں میں بھی ایسے لوگوں کی عظمت ہوتی ہے، انسان کیا جانور تک محبت کرنے لگ جاتے ہیں۔ چنانچہ حضورﷺ کے آزاد کردہ حضرت سفینہؓ ایک دفعہ جنگل میں راستہ بھول گئے، آگے سے شیر آ گیا حضرت سفینہؓ نے فرمایا میں سفینہؓ غلام ہوں رسول اللہﷺ کا، یہ سن کر وہ دم ہلا کر خوشامد کرنے لگا اور پھر حضرت سفینہؓ کے آگے آگے ہو لیا، تھوڑی دیر میں آپؓ کو قافلہ کے قریب پہنچا کر دم ہلاتا ہوا ایک طرف کو چل دیا۔ یہ تو محبت خلق کا ظہور ہوا اور محبت حق کا ظہور اس طرح ہوتا ہے کہ اس شخص کو بس آواز تو نہیں آتی مگر بقسم کہتا ہوں کہ محبت کا اثر اس کے دل میں موجود ہوتا ہے۔

ہر وقت واقعات میں اس کی امداد اور اعانت ہوتی ہے اور قلب پر علوم وواردات وکلام کا ایسا القا ہوتا ہے جیسے حق تعالیٰ اس سے باتیں کرتے ہوں، بس آواز تو نہیں آتی اور سب کچھ ہوتا ہے اور یہ دل سے خوب جانتا ہے کہ حق تعالیٰ مجھے چاہتے ہیں پھر اس کی لذت کا کیا پوچھنا؟ باقی کامل ظہور اس کا آخرت میں ہوگا"۔

حضرت حکیم الامتؒ کی اس تشریح وتفسیر کے مطابق ہر دور میں اللہ والوں علماء ومحدثین کومقبولیت رہی ہے جسکا اظہار ان کے دنیا سے پردہ فرما جانے کے بعد زیادہ ہوجاتا ہے ،اور ان اللہ والوں کے جنائز میں مسلمانوں کی عموماً اور اہل علم واصحاب قلوب کی خصوصاً ایک بڑی تعداد شرکت کر کے ان کے اس آیت کا مصداق ہونے کی گواہی دے دیتی ہے۔تاریخ میں ایسے کئی واقعات ملتے ہیں۔

حسن بصریؒ کی مقبولیت

مولانا ابوالحسن علی ندویؒ لکھتے ہیں ''اس خلوص، دینی انہماک اور علمی وروحانی کمالات کا یہ اثر تھا کہ سارا بصرہ ان کا گرویدہ تھا۔۱۱۰ھ میں جب ان کا انتقال ہوا تو سارے شہر نے ان کے جنازے کی مشایعت کی اور بصرہ کی تاریخ میں یہ پہلا موقع تھا کہ پوری آبادی کے قبرستان چلے جانے کی وجہ سے اس دن شہر کی جامع مسجد میں عصر کی نماز نہیں ہوسکی ۔(تاریخ ابن خلکان تذکرہ حسن بصریؒ)(تاریخ دعوت وعزیمت ص ۶۷ ج ۱)

امام احمد بن حنبلؒ کی مقبولیت

امام احمد بن حنبلؒ کے بارے میں لکھتے ہیں ''اس عظمت ومقبولیت کا نتیجہ یہ تھا کہ ۲۴۱ھ میں جب امام اہل السنۃ نے انتقال کیا تو سارا شہر امڈ آیا۔کسی کے جنازہ پر خلقت کا ایسا ہجوم اس سے پہلے دیکھنے میں نہیں آیا تھا۔نماز جنازہ پڑھنے والوں کی تعداد کا اندازہ یہ ہے کہ آٹھ لاکھ مرد اور ساٹھ ہزار عورتیں تھیں ۔(ابن خلکان)(ایضاً ص ۱۰۲)

ابن جوزیؒ کی مقبولیت

مولانا ندویؒ لکھتے ہیں''۵۹۷ھ میں شب جمعہ کو اس داعی الی اللہ نے انتقال کیا۔ بغداد میں کہرام مچ گیا۔ بازار بند ہو گئے۔ جامع منصور میں نماز جنازہ ہوئی، یہ وسیع مسجد کثرت ازدھام سے تنگ اورنا کافی ثابت ہوئی۔ یہ بغداد کی تاریخ میں ایک یادگار دن تھا۔ ہر طرف غم کے آثار اور گریہ کی آوازیں بلند تھیں۔ لوگوں کو ان سے ایسا تعلق تھا کہ رمضان بھر لوگوں نے راتیں ان کے قبر کے پاس گزاریں اور قرآن مجید ختم کئے۔(ایضاً ص ۲۵۱)

سلطان صلاح الدین ایوبیؒ کی مقبولیت

مولانا ندویؒ لکھتے ہیں''۲۷ صفر کی شب کو جو سلطان کی علالت کا بارھواں دن تھا، مرض میں شدت ہوگئی اور قوت گھٹ گئی۔ شیخ ابو جعفر امام الکلاسہ کو جو ایک نہایت صالح اور بزرگ شخص تھے، زحمت دی گئی کہ رات کو قلعہ میں رہیں کہ اگر رات کو وہ ساعت مقررہ آگئی جو سب کو پیش آنے والی ہے تو وہ اس وقت سلطان کے پاس ہو ں اوران کو تلقین کر سکیں اور اللہ کا نام لیں۔ رات کو سلطان ایسا معلوم ہوتا تھا کہ سفر کے لئے پابرکاب ہیں، شیخ ابو جعفران کے پاس بیٹھے ہوئے تلاوت و ذکر میں مشغول تھے ،تین دن پہلے سے ان پر ایک ذہول اور غفلت طاری تھی۔ کسی کسی وقت ان کو ہوش آتا تھا۔

جب شیخ ابو جعفر نے تلاوت کرتے ہوئے''**ھو اللہ الذی لا الہ الا ھو عالم الغیب و الشھادۃ** ''پڑھی تو سلطان کو ہوش آ گیا، ہونٹوں پر مسکراہٹ آئی اور

چہرہ کھل گیا اور کہا صحیح ہے اور یہ کہہ کر جان جان آفریں کے سپرد کی ، یہ چہار شنبہ کا دن صفر کی ۲۷ تاریخ اور فجر کا وقت تھا، ایسا معلوم ہوتا تھا کہ خلفائے راشدین کی وفات کے بعد سے ایسا سخت دن مسلمانوں کی تاریخ میں نہیں آیا۔قلعہ،شہر اور تمام دنیا پر ایک وحشت سی برستی تھی ، اللہ تعالیٰ ہی کو معلوم ہے کہ کیسا سناٹا اور کسی اداسی تھی ، میں پہلے جب سنتا تھا کہ لوگ دوسروں پر قربان ہوجانے اور ان کا فدیہ بن جانے کی تمنا کرتے ہیں تو سمجھتا تھا کہ یہ محض ایک مجاز اور تکلف کی باتیں ہیں لیکن اس دن معلوم ہوا کہ یہ حقیقت ہے،خود میں اور بہت سے لوگ ایسے تھے کہ اگر ان کے امکان میں ہوتا تو وہ سلطان پر اپنی جان قربان کرسکیں اور اس کی طرف سے فدیہ بن جائیں تو وہ اس کے لئے تیار تھے۔(تاریخ دعوت وعزیمت 273,274/1)

شیخ عزالدین بن عبدالسلام کی مقبولیت

مولانا ندویؒ لکھتے ہیں''۹ جمادی الاولی ۶۶۰ ھ میں ۸۳ سال کی عمر میں شیخ کی وفات ہوئی۔ یہ الملک الظاہر بیبرس کا عہد حکومت تھا۔اس کو شیخ کی وفات کا بڑا صدمہ ہوا، کہتا تھا کہ خدا کی شان ہے شیخ کی وفات میرے عہد حکومت ہی میں مقدر تھی، جنازہ میں امراء دربار، ارکان سلطنت اور افواج شاہی شریک تھیں۔سلطان نے خود کندھا دیا اور دفن میں شریک ہوا۔شیخ کا جنازہ جب قلعہ کے نیچے سے گزرا اور سلطان نے خلقت کا ازدھام دیکھا تو اپنے خواص میں سے کسی سے کہا کہ آج میں یہ سمجھتا ہوں کہ میری سلطنت مضبوط ہوئی ہے اس لئے کہ یہ شخص جو مرجع خلائق ہے اگر اشارہ کر دیتا تو میری سلطنت چلی جاتی اس کے انتقال کے بعد مجھے اپنی سلطنت کی

طرف سے یہ اطمینان ہوا ہے۔ (طبقات الشافعیہ الکبری 84/5) (ایضاً ص 302)

حق تعالیٰ نے کچھ ایسی ہی مقبولیت اکابر علماء دیوبند کو دی ہے۔ محدث اعظم پاکستان امام اہل السنۃ حضرت اقدس مولانا سرفراز خان صفدرؒ نور اللہ مرقدہ نے جس قدر مسلک حق کی خدمت کی وہ ظاہر وعیاں ہے۔ تمام باطل فرقوں کے خلاف حضرت نے قلمی جہاد کیا اور بلا خوف لومۃ لائم فتنوں کے تعاقب میں لگے رہے۔ آپ کی اس خدمت ہی کی وجہ سے آپ بالاتفاق اہل السنۃ کے امام قرار پائے۔

آپ کو حق تعالیٰ نے بہت ہی زیادہ مقبولیت سے نوازا تھا۔ چند سال قبل بہاولپور میں شیخ الاسلام سیمینار کے لئے تشریف لے گئے تو وہاں سے رحیم یار خان جامعہ حمیر اللبنات کے مدیر مولانا عبدالغنی طارق نائب امیر اتحاد اہل السنۃ والجماعۃ پاکستان کی دعوت پر تشریف لے گئے۔ حضرت جہاں سے گزرتے دیوانوں کا ہجوم علماء وطلباء ایک ایک جھلک کے لئے ترس رہے تھے۔ آپ نے اپنے بیان میں فرمایا کہ امریکہ کتنا بے وقوف ہے۔ یہ مسلمان مجھ جیسے ناکارہ کو نہیں چھوڑ رہے یہ کیا اسلام کو چھوڑ دیں گے''۔ حق تعالیٰ نے آپ کی مقبولیت آپ کے جنازہ پر مزید واضح فرما دی۔ یوں لگتا تھا کہ پورے ملک کے علماء وطلباء جنازہ پر اُمڈ آئے۔ تا حد نگاہ خلقت کا ہجوم تقریباً چار لاکھ سے زائد افراد کی جنازہ میں شرکت۔ یہی جنازہ اگر صرف آدھ گھنٹہ تاخیر سے ہوتا تو تقریباً ایک لاکھ مزید انسان شرکت کی سعادت حاصل کر لیتے۔

اتنی کثیر تعداد میں لوگوں کی شرکت اور وہ بھی جس کی اکثریت خواص علماء وطلباء کی تھی آپ کی مقبولیت عامہ کا پتہ دیتی ہے۔ شاید پاکستان کی تاریخ میں کسی عالم کا اتنا بڑا جنازہ اس کیفیت کے ساتھ نہ ہوا ہو۔ پھر حق تعالیٰ نے امام اہل السنۃ کا مقام

مزید واضح فرمایا کہ کچھ دن بعد قبر اطہر سے خوشبو آنا شروع ہوگئی۔ بندہ کو حضرت کے پوتے حمزہ نے خود فون پر بتایا۔ رئیس المناظرین حضرت اوکاڑوی نے جب مولانا خیر محمد جالندھری کے بارے میں لکھا تھا ''استاذ العلماء سلطان المشائخ جامع بین الشریعت والطریقت حضرت اقدس مولانا خیر محمد جالندھری قدس سرہ'' (ماہنامہ الخیر)

تو اس وقت مشہور زمانہ و بدنام زمانہ دجال و کذاب زبیر علی زئی اس پر بڑا سیخ پا ہوا اور لکھا ''اس قسم کے خود ساختہ القاب کی بنیاد پر تقلید پرست اپنے احبار ورھبان کے بارے میں انتہائی مبالغہ کرتے ہیں خیر محمد جالندھری ایک غالی مقلد دیوبندی، شیخ التقلید اور شیخ الدیوبندین تھا اور بس، یہ سچ ہے کہ پیر نہیں اڑتے مگر مرید انہیں اڑاتے ہیں''۔ (امین اوکاڑوی کا تعاقب ص ۲۷)

اس دجال و کذاب کی اس تحریر کو کچھ عرصہ ہی ہوا تھا کہ حضرت اقدس مولانا خیر محمد جالندھریؒ کی قبر سے خوشبو مہک اٹھی اور تقریباً ایک ماہ تک مہکتی رہی۔ بندہ نے خود سندھ سے سفر کر کے بیس دن بعد خوشبو سونگھی۔ امام بخاریؒ کی قبر سے خوشبو مہکی تھی۔ پھر صدیاں خاموش ہیں۔ ہمارے مطالعہ سے اس کے بعد کوئی ایسا واقعہ نہیں گزرا جب اکابر علماء دیوبند کا دور شروع ہوا چونکہ انہوں نے تمام فتنوں کا تعاقب کیا حق تعالیٰ نے گاہے بگاہے ان کو یہ اعزاز نصیب فرمایا۔ سب سے پہلے سلطان الاولیاء شیخ التفسیر، امام احمد علی لاہوریؒ کی قبر مبارک سے، پھر محدث اعظم مولانا محمد موسیٰ الروحانی البازی پھر شہید اسلام مولانا عبداللہ شہید پھر مولانا خیر محمد جالندھریؒ پھر مفتی غلام قادر صاحبؒ خیر پور ٹامیوالی پھر مفتی محمد انورؒ مہتمم دارالعلوم کبیر والا پھر غازی عبدالرشید شہید پھر سیدی و مرشدی مولانا سید محمد امین شاہ صاحبؒ پھر اب امام اہل

السنۃ کی قبر جنت کی خوشبوئیں بکھیر رہی ہے۔

مولانا محمد الطاف منہاس شہیدؒ ہماری تحفظ سنت کانفرنس لاہور کے نقیب شیخ کے جنازہ پر آتے ہوئے شہید ہو گئے ان کی قبر سے بھی خوشبو بھی مہک رہی ہے۔ یہ اعزاز بحمداللہ صرف اہل السنۃ والجماعۃ علمائے دیوبند کو حاصل ہوا ہے۔ ہمارے پیروں کو مرید نہیں ہمارا خدا اڑاتا ہے''۔

نورخدا ہے کفر کی حرکت پہ خندہ زن   پھونکوں سے یہ چراغ بجھایا نہ جائے گا

ایں سعادت بزور بازو نیست   تا نہ بخشد خدائے بخشندہ

علی زئی مماتی غیر مقلد کے مزید دس جھوٹ

فضیلۃ الشیخ علامہ عبدالغفار ذھبی سابق غیر مقلد

تنبیہ: جناب ملاں علی زئی مماتی غیر مقلد لکھتا ہے" حالانکہ امام بخاریؒ نے عبداللہ بن ادریس کی روایت کو سفیان ثوریؒ کی احادیث پر کئی وجہ سے ترجیح دی ہے اور اس کے بعد وجوہ ترجیح لکھی ہیں۔ دیکھئے [نور العینین ص 31 ط اول، ص 47 ط دوم، ص 45 ط سوم، ص 48 ط چہارم و پنجم]

علی زئی جھوٹ نمبر 91: جناب ملاں علی زئی مماتی غیر مقلد نے امام بخاریؒ تقلیدی حیاتی سماعی کے ذمہ لگا کر وجہ ترجیح لکھی ہیں۔(۱) ثوریؒ مدلس ہیں اور ابن ادریسؒ مدلس نہیں ہیں۔ دیکھیے (نور العینین ص31 ط اول، ص 47 ط دوم، ص 45 ط سوم، ص 48 ط چہارم و پنجم)

تبصرہ : جناب علی زئی کو امام بخاریؒ سے یہ وجہ ترجیح ثابت کرنے پر دس 10 پیسے انعام دیں گے۔ یہ علی زئی دجال کا امام بخاریؒ پر سیاہ ترین جھوٹ ہے۔

علی زئی جھوٹ نمبر 92: جناب ملاں علی زئی مماتی غیر مقلد نے امام بخاریؒ تقلیدی حیاتی سماعی کی طرف نسبت کر کے وجہ ترجیح لکھی ہے (۲) ابن ادریسؒ ثقہ بالاجماع ہیں۔ دیکھیے (نور العینین ص31 ط اول، ص 47 ط دوم، ص 45 ط سوم، ص 48 ط چہارم و پنجم)

تبصرہ : جناب علی زئی کو امام بخاریؒ سے مذکورہ الفاظ ثابت کرنے پر بیس 20 پیسے انعام دیں گے۔ یہ علی زئی کذاب کا امام بخاریؒ پر سفید جھوٹ ہے۔

علی زئی جھوٹ نمبر 93: جناب ملاں علی زئی مماتی غیر مقلد نے امام بخاریؒ تقلیدی حیاتی سماعی کے ذمہ لگا کر وجہ ترجیح لکھی ہے (۳) ایک جماعت ان کی متابع ہے۔ (نور العینین ص31 ط اول، ص47 ط دوم، ص45 ط سوم، ص48 ط چہارم وپنجم)

تبصرہ: جناب علی زئی کو امام بخاریؒ تقلیدی حیاتی سماعی سے مذکورہ الفاظ ثابت کرنے پر تیس 30 پیسے انعام دیں گے۔ یہ علی زئی خبیث کا امام بخاریؒ پر واضح ترین جھوٹ ہے۔

علی زئی جھوٹ نمبر 94: جناب ملاں علی زئی مماتی غیر مقلد نے امام بخاریؒ تقلیدی حیاتی سماعی کے ذمہ لگا کر وجہ ترجیح لکھی ہے (۵) ثوری کی روایت کو جمہور علماء نے ضعیف ومعلول قرار دیا ہے دیکھیے (نور العینین ص31 ط اول، ص47 ط دوم، ص45 ط سوم، ص48 ط چہارم وپنجم)

تبصرہ: جناب علی زئی کو امام بخاریؒ سے مذکورہ الفاظ کے ثابت کرنے پر چالیس 40 پیسے انعام دیں گے۔ یہ علی زئی دجال کا امام بخاریؒ پر سیاہ ترین جھوٹ ہے۔

علی زئی جھوٹ نمبر 95: جناب ملاں علی زئی مماتی غیر مقلد نے امام بخاریؒ تقلیدی حیاتی سماعی کی طرف نسبت کر کے وجہ ترجیح لکھی ہے (٦) بعض علماء نے بتایا ہے کہ ثوریؒ کو اس روایت میں وہم ہوا ہے۔ دیکھیے (نور العینین ص 31 ط اول، ص47 ط دوم، ص45 ط سوم، ص48 ط چہارم وپنجم)

تبصرہ: جناب علی زئی کو امام بخاریؒ سے مذکورہ الفاظ کے ثابت کرنے پر پچاس (50) پیسے انعام دیں گے۔ یہ علی زئی کذاب کا امام بخاریؒ پر واضح ترین جھوٹ ہے۔

علی زئی جھوٹ نمبر 96: جناب ملاں علی زئی مماتی غیر مقلد لکھتا ہے کہ عبدالاعلی بن عبدالاعلی کی روایت کے چند شواہد ملاحظہ فرمائیں ۔شاہد نمبر ا۔عفان وحجاج بن منھال عن حماد بن سلمۃ عن ایوب عن نافع عن ابن عمرؓ دیکھئے (نور العینین ص65 ط اول،ص85 دوم،ص82 ط سوم،ص93,94 ط چہارم پنجم)

تبصرہ : حدیث عبدالاعلی بن عبدالاعلی میں نافع کے طریق سے اذا قام من الرکعتین کے الفاظ آئے ہیں (دیکھئے نور العینین ص64 ط اول ،ص 84 ط دوم ،ص 81 ط سوم ،ص 92 ط چہارم پنجم) ہم علی زئی سے مطالبہ کرتے ہیں کہ اس شاہد میں لفظ اذا قام من الرکعتین ثابت کردے تو ساٹھ 60 پیسے انعام دیں گے۔ یہ علی زئی دجال کا سیاہ ترین جھوٹ ہے۔

علی زئی جھوٹ نمبر 97: جناب علی زئی مماتی غیر مقلد لکھتا ہے کہ شاہد نمبر ۲۔ابراھیم بن طھمان عن ایوب بن ابی تمیمہ وموسی بن عقبہ عن نافع عن ابن عمرؓ دیکھئے (نور العینین ص65 ط اول ،ص 86 ط دوم ،ص 83 ط سوم ،ص 95 ط چہارم وپنجم)

تبصرہ : جناب علی زئی صاحب مذکورہ شاہد میں اذا قام من الرکعتین کے لفظ ثابت کردے تو ستر (70) پیسے انعام دیں گے۔ یہ علی زئی کا سفید جھوٹ ہے۔

علی زئی جھوٹ نمبر 98: جناب ملاں علی زئی مماتی غیر مقلد نے حدیث ابی حمید الساعدیؓ میں سیدنا ابو ہریرہؓ کا نام بحوالہ جزرفع الیدین للبخاری ص 38 رقم ۵ ذکر کیا ہے دیکھئے (نور العینین ص105 ط چہارم پنجم)

تبصرہ: جناب علی زئی صاحب جزرفع الیدین للبخاری ص38 مترجم حدیث نمبر۵ میں سیدنا ابو ہریرہؓ کا نام دکھادے تو اسی (80) پیسے انعام دیں گے۔ یہ علی زئی دجال کا واضح ترین جھوٹ ہے۔

علی زئی جھوٹ نمبر 99: جناب ملاں علی زئی مماتی غیر مقلد لکھتا ہے کہ حضرت سیدنا ابوحمید رضی اللہ عنہ سے عباس بن سہل الساعدی کی روایت میں ہے کہ اس وقت یہ صحابہؓ موجود تھے، سہل بن سعد الساعدیؓ، ابواسید الساعدیؓ، ابو ہریرہؓ، محمد بن مسلمہؓ (مختصراً من صحیح ابن خزیمہ 298/1، ح 589، نور العینین ص83 ط اول، ص95 ط دوم، ص92 ط سوم، ص105 ط چہارم پنجم)

تبصرہ: جناب علی زئی صاحب صحیح ابن خزیمہ 298/1 حدیث نمبر 589 میں حضرت سیدنا ابو ہریرہؓ کا نام دکھادے تو نوے (90) پیسے انعام دیں گے۔ یہ علی زئی کذاب کا سیاہ ترین جھوٹ ہے۔

علی زئی جھوٹ نمبر 100: جناب ملاں علی زئی مماتی غیر مقلد نے حدیث ابی حمید الساعدیؓ میں سیدنا ابو ہریرہؓ کا ذکر من طریق سہل بن سعد الساعدی بحوالہ صحیح ابن حبان 174/3 ح 1868 کا حوالہ دیا ہے دیکھئے (نور العینین ص105 ط چہارم پنجم)

تبصرہ: جناب علی زئی صاحب صحیح ابن حبان 174/3 ح 1868 میں حضرت سیدنا ابو ہریرہؓ کا ہونا ثابت کردیں تو سو (100) پیسے انعام دیں گے۔ یہ علی زئی خبیث کا سفید جھوٹ ہے۔ **لعنة الله علی الكاذبين**

تنبیہ: ہم انشاءاللہ علی زئی دجال، کذاب، خبیث کو اعلان رجوع کراتے رہیں گے۔

خوشخبری: قارئین کرام! ہم عنقریب ملاں علی زئی مماتی غیر مقلد کے ایک سو (100) جھوٹ کتابی شکل میں شائع کریں گے۔اور یاد رہے کہ اب تک جناب ملاں علی زئی مماتی غیر مقلد نے بادلیل اور ٹھوس شواہد کے ساتھ ہمارے پیش کردہ جھوٹوں میں سے جو ان سے ثابت ہیں ایک کا بھی صحیح جواب نہیں دے سکا۔ والحمد للہ

تحقیق الحدیث (ابوسعد شیرازی کے قلم سے)

علامہ جلال الدین سیوطیؒ فرماتے ہیں" **الحدیث الحسن لذاته اذا روی من غیر وجه ولو وجها واحدا آخر، قوی وارتفع من درجة الحسن الی درجة الصحیح** (تدریب الراوی ص103)

ترجمہ: کہ حدیث حسن لذاتہ اگر کئی سندوں سے مروی ہو یا ایک اور سند سے بھی مروی ہو تو وہ قوت پکڑ لیتی ہے اور درجہ حسن سے درجہ صحیح تک پہنچ جاتی ہے۔

حافظ ابن صلاح فرماتے ہیں" **لیس کل ضعف فی الحدیث یزول بمجیئه من وجوه بل ذالک یتفاوت .فمنه ضعف یزیله ذالک بایں یکون ناشئاً من حفظ راویه مع کونه من اهل الصدق والدیانة فاذا راینامع رواه قد جاء من وجه آخر عرفنا انه مما قد حفظه ولم یختل فیه ضبطه له وکذالک اذا کان ضعفه من حیث الارسال زال بنحو ذالک اذ فیه ضعف قلیل ومن ذالک ضعف لا یزول بنحو ذالک کالضعف الذی ینشأ من کون الراوی متهماً بالکذب او کون الحدیث شاذاً لقوة الضعف.** (علوم الحدیث لابن الصلاح ص37)

ترجمہ: کہ حدیث کا ہر ضعف اس کے کئی طرق آنے سے زائل نہیں ہوتا۔ بلکہ اس میں فرق ہے۔ بعض ضعف زائل ہو جاتے ہیں بایں طور کہ ضعف راوی کے حافظہ کی کمزوری سے پیدا ہوا ہو۔ باوجود یہ کہ راوی اہل صدق واہل دیانت میں سے ہو۔ پس جب ہم نے دیکھا کہ جو روایت اس نے کی ہے وہ دوسرے طرق سے بھی آئی ہے تو

ہم جان گئے کہ یہ ضعف حافظہ کی وجہ سے آیا ہے اور اس کے ضبط میں مخل نہیں۔اس طرح جب ضعف حدیث کو مرسل بیان کرنے کی وجہ سے آئے تو وہ بھی اس سے زائل ہو جاتا ہے۔اس لئے کہ اس میں ضعف کم ہے اور ان میں ایک ضعف کہ تعدد طرق سے زائل نہیں ہوتا جیسے راوی کے متھم بالکذب کی وجہ سے ضعف پیدا ہو یا ضعف حدیث کے شاذ ہونے کی وجہ سے پیدا ہو تو وہ زائل نہیں ہوتا۔اس لئے کہ ضعف قوی ہے۔

علامہ شعرانیؒ فرماتے ہیں" **وقد احتج جمهور المحدثين بالحديث الضعيف اذا كثرت طرقه والحقوه بالصحيح تارة والحسن آخرى فهذا النوع من الضعيف يوجد كثيراً فى كتاب السنن الكبرى للبيقى التى الفها بقصد الاحتجاج لاقوال الائمة واقوال اصحابهم فانه اذا لم يجد حديثاً صحيحاًاو حسنا يستدل به لقول ذالک الامام او قول احد من مقلديه يصير يروى الحديث الضعيف من كذا كذا طريقاً ويكتفى بذالک ويقول و هذه الطرق يقوى بعضها بعضاً.**

(المیزان الکبری للشعرانی ص68)

ترجمہ: جب ضعیف حدیث کے طرق کثیر ہوں تو جمہور محدثین نے اس سے استدلال کیا ہے اور کبھی تو اس کو صحیح کے ساتھ لاحق کیا ہے اور کبھی حسن کے ساتھ۔اور ضعیف کی یہ قسم سنن کبری بیہقی میں کثرت سے پائی جاتی ہے۔جیسے امام بیہقیؒ نے ائمہ اور ان کے اصحاب کے اقوال کے دلائل کے لئے لکھا ہے۔اس لئے کہ جب وہ کسی صحیح یا حسن حدیث کو نہیں پاتے جس سے امام یا اس کے مقلدین میں کسی کے قول کے لئے

استدلال کریں تو وہ حدیث کوئی سندوں سے نقل کردیتے ہیں اور کہہ دیتے ہیں کہ ان میں سے بعض، بعض کو قوت دے رہی ہے''۔

حافظ ابن حجرؒ فرماتے ہیں'' متی توبع سئی الحفظ بمعتبر کان یکون فوقه او مثله لا دونه و کذاالمختلط الذی لم یتمیز والمستو ر والاسناد المرسل و کذا المدلس اذا لم یعرف المحذوف منه صار حدیثهم حسناً لا لذاته بل وصفه بذالک باعتبار المجموع من المتابع والمتابع ،لان کل واحد منهم باحتمال کون روایته صواباً اور غیر صواب علی حد سواء فاذا جاء ت من المعتبرین روایة موافقة لاحد هم رجح احد الجانبین من الاحتمالین المذکورین ودل ذالک علی ان الحدیث ماخوذ فارتقیٰ من درجة التوقف الی درجة القبول .والله اعلم ''(شرح نخبۃ الفکر ص74,75)

ترجمہ:''جب کمزور حافظے والے راوی کا کوئی متابع مل جائے خواہ وہ مرتبہ میں اس سے زائد ہو یا برابر کم نہ ہو، اسی طرح مختلط جو تمیز نہ کرسکتا ہو یا مستور اور اسناد مرسل اسی طرح مدلس جب یہ معلوم نہ ہو کس راوی کو حذف کیا گیا ہے ان تمام صورتوں میں متابع کے مل جانے سے حدیث متابع اور متابع کے مجموعہ کے لحاظ سے حسن لغیر ہ ہوجائے گی ۔اس لئے کہ ان میں سے ہر ایک ایسی حالت میں تھا کہ اس کی روایت درست ہونے کا اور غلط ہونے کا احتمال برابر تھا۔ جب معبرین سے ایک روایت آ گئی جس میں مذکورہ احتمالوں میں سے ایک احتمال کو راجح کردیا تو اس نے اس پر دلالت کردی کہ حدیث محفوظ ہے ۔پس یہ حدیث اس درجہ سے کہ اس میں توقف کیا جائے

ترقی کر کے اس درجہ تک پہنچ جائے گی کہ اسے قبول کیا جائے گا‘‘۔

تحفظ سنت کانفرنس 26 مارچ 2009 (مولانا محمد رضوان عزیز مدظلہ)

وساوس، خدشات، فرائض

جس وقت سلطان بایزید یلدرم صاعقہ آسمانی بن کر یورپ سے عیسائیت کو نیست ونابود کررہا تھا اس وقت مشرق میں امیر تیمور لنگ کی شمشیر خارا شگاف کے سامنے پورا ہند لرزہ براندم تھا۔ان میں سے ایک یعنی سلطان بایزید یلدرم یورپ میں شاندار فتوحات کی یلغار کرتا ہوا آسٹریا، ہنگری، سوئٹرزلینڈ، جرمنی اور فرانس کو روند کر انگلستان پہنچنا چاہتا تھا اور اسکی زبردست خواہش تھی کہ اٹلی کے سب سے بڑے گرجے سینٹ پیٹر میں اپنے گھوڑوں کو دانہ کھلائے ۔اس کی عسکری مہارت، بے خوفی تدبیر ومنصوبہ بندی سے یہ بات کچھ بعید نہ تھی اور دوسری طرف مشرق کا نامور سالار جس کی تلوار کے سامنے اپنے پرائے کسی کو ٹھہرنے کی مجال نہ تھی ۔ پورا ہندوستان اس کی یلغار کے سامنے بے بس تھا۔وہ چاہتا تو مشرق کی طرف بڑھ نکلتا اور پورے چین کو اسلامی مملکت میں شامل کر لیتا مگر اس کی خواہش کی تکمیل میں انگورہ کا میدان حائل ہو گیا اور

یہ دو عظیم جرنیل دو مشہور فاتح اور جنگجو 20 جولائی 1402ء بمطابق 16 ذی الحجہ 805ء کو انگورہ کے میدان میں باہم نبرد آزما ہو گئے اور تمام دنیا پر اسلامی پرچم لہرانے کا خواب شرمندہ تعبیر نہ ہو سکا۔ (ملخص ھسپانیہ سے امریکہ تک ص 25 تا 30)

اب یہاں سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ دونوں عظیم جرنیل آپس میں کیوں ٹکرائے اور تحفظ سنت کانفرنس سے اس واقعہ کا کیا تعلق ہے جب دنیا عیسائیت پر یہ بات واضح ہو گئی کہ یلدرم کا سامنا خس وخاشاک کے بس کا روگ نہیں ہے اور جلد یا بدیر عیسائیت بایزید یلدرم کی ضرب سے دم توڑنے والی تھی کہ عیسائیت نے ایسا اوچھا وار کیا جو صبح قیامت تک کے لئے درس عبرت ہے عبرت پکڑنے والوں کے لئے۔

قیصر قسطنطنیہ نے بڑی عاجزی اور لجاحت سے امیر تیمور لنگ جرنیل مشرق کو خط لکھا کہ ہم آپ کے خیر خواہ ہیں۔آپ کے لئے اس وقت ہندوستان فتح کرنے سے زیادہ اہم کام سلطان بایزید یلدرم کی بڑھتی ہوئی عسکریت اور مقبولیت کو کنٹرول کرنا ہے یہ یورپ میں فتوحات بڑھانے کے بعد آپ کے ملک پر حملہ آور ہو گا اور فاتح عالم کہلوائے گا۔جب کہ یہ منصب تو آپ کی شان کے مناسب ہے ہم تمام عیسائی دل وجان سے آپ کے ساتھ ہیں۔ (ملخص ھسپانیہ سے امریکہ تک)

قیصر قسطنطنیہ نے امیر تیمور لنگ کی تعریف کر کے اسے اپنے شیشے میں اتار لیا اور پوری دنیاء عیسائیت جو سلطان بایزید جیسے مجاہد کا مقابلہ کرنے کی طاقت نہ رکھتی تھی اس کے مقابلے میں ایک مسلمان جرنیل کو کھڑا کر دیا۔جس کے نتیجے میں تاریخ اسلامی کا وہ سیاہ باب مرتب ہوا کہ جس نے اسلامی فتوحات کے راستے میں ایسی رکاوٹ حائل کر دی جسے تا حال مسلمان عبور نہ کر سکے۔انا للہ وانا الیہ راجعون۔

قیصر نے امیر تیمور لنگ کے دل میں ایسے وساوس پیدا کئے کہ غیر ہو کر پہلے اپنی خیر خواہی کا یقین دلا یا ایک مسلمان جرنیل کی عزت ومقبولیت کو دوسرے جرنیل کی عزت ومقبولیت کے لئے چیلنج بنا کر پیش کر دیا کہ آپ اس بات کے مستحق ہیں کہ فاتح عالم کہلوائیں۔اس بایزید کے لئے یہ منصب مناسب نہیں ہے اس کے فاتح بننے سے آپ کی عزت خاک میں مل جائے گی۔یہ تھے وہ شیطان وساوس جنہوں نے چنگیز خان کے مسلمان پوتے کی عقل کو ماؤف کر دیا اور فاتح مشرق کو فاتح مغرب کے مقابل لا کھڑا کیا۔

اب ذرا بات کو یہیں چھوڑ کر تحفظ سنت کانفرنس کی طرف آتے ہیں۔جغرافیائی حدود کے تحفظ کے لئے جس طرح مسلمان ہمیشہ لڑتے چلے آئے ہیں بعینہ اسی طرح مسلمانوں نے کبھی نظریاتی سرحدوں کے پہرہ سے بھی غفلت اختیار نہیں کی ۔عسکری شعبوں میں جس طرح مسلم مجاہدین کی کارکردگی اور سرفروشی ایک مسلمہ حقیقت ہے اسی طرح ذہنی آوارگی ، بدعات والحاد،اور دین میں کی جانے والی تحریفات کے سدباب کے لئے علماء اسلام اور مناظرین کی دماغ سنوری اور جفاکشی بھی تاریخ اسلامی کا ایک درخشاں باب ہے۔مندرجہ بالا واقعہ اسلامی جہاد کے ثمرات کو وساوس وشبہات کے ذریعے سبوتاژ کرنے کی عیسائی سازش کا نمونہ ہے بالکل بعینہ اسی طرح جب اہل حق علماء دین کی نظریاتی سرحدوں کے تحفظ کے لئے اقدام اٹھاتے ہیں تو عوام کو ان سے برگشتہ کرنے کے لئے اہل بدعت واہل الحاد ایسے وساوس پھیلاتے ہیں کہ وہ جرنیل جو دلائل کے میدان میں کبھی شکست نہیں کھاتے وساوس وشبہات کا شکار اپنوں کی نشتر زنی کے سامنے بے بس ہو جاتے ہیں۔

شبہات کیا ہیں؟اس وقت ہمیں عالمی چیلنج درپیش ہیں۔ہمیں فروعی مسائل پر توجہ نہیں دینی چاہیے۔ہم آپ کے مسلک اور عقیدے کے خیر خواہ ہیں۔یہ شخص آپ جیسے بزرگوں کے ہوتے ہوئے خواہ مخواہ ترقی کرنا چاہتا ہے شہرت پسند ہے۔آپ جیسی علمی شخصیت کو فاتح بننا چاہیے یہ کیوں میدان میں چھاتا جارہا ہے۔اس کی جماعت کے چندافراد پورے ملک میں محبوب کیوں ہیں؟ آپ کی جماعت اتنی پرانی ہے اس کو محبوب ہونا چاہیے۔ان شبہات نے کیوں جنم لیااور یہ وساوس اور شبہات ایک منظّم سازش کے تحت کیوں پھیلائے جارہے ہیں۔اس وقت باطل اور باطل کے خوشہ چینوں کو یہ معلوم ہو چکا ہے کہ مناظرے اور دلائل کے میدان میں ہم اہل حق اہل السنۃ والجماعۃ سے کبھی بھی نہیں جیت سکتے۔اب باطل کی دم توڑتی ہوئی تاریکی اس سپیدہ سحر پر اپنے ناپاک سائے پھیلانا چاہتی ہے۔اس کے لئے اب آخری سہارا وسواس اور شبہات ہیں جن کے ذریعے وہ ان اسلام اور مسلک حق کے سفیر اور تحفظ سنت کے علمبرداروں کو قصیدہ پارینہ بنانا چاہتے ہیں۔

میرا روئے سخن تحفظ سنت کانفرنس کے روح رواں حضرت مولانا محمد الیاس گھمن صاحب زید مجدہ کی طرف ہے جو میدان مناظرہ میں سباق الغایات ہیں۔یہ وہی ہیں کہ جب باطل کے ستم رسیدہ اور فکر دین میں سنجیدہ اہل حق کا طبقہ اللہ سے دعا کرتا تھا کہ یا اللہ غیر مقلدیت کی شرارت اور مماتیت کی سفاہت حد سے بڑھ چکی ہے ،فتنہ بریلویت پھر موسمی حشرات الارض کی طرح پھیل رہا ہے، رافضیت کے تبرائی ترکش پھر تیروں سے بکھر چکے ہیں۔ناموس رسالت سے لے کر ناموس صحابہ تک اور عظمت فقہاء سے لے کر جلالت محدثین تک اور علماء حق سے لے کر عوام الناس اہل

السنہ والجماعۃ تک سب ہی فتنہ مرزائیت ،رافضیت ،غیر مقلدیت ،مماتیت اور بریلویت کے طعن ودشنام کی زدمیں آئے ہیں اے اللہ کسی ایسے مردقلندر کو بھیج جو دلائل کے کدال سے ان الحاد کے برجوں کو مسمار کردے جن سے اہل توحید پر سنگ باری کی جاتی ہے تو دل یہ گواہی دیتے تھے۔

ہے افق سے اک سنگ آفتاب آنے کی بات
ٹوٹ کر مانند آئینہ بکھر جائے گی رات

پھر وہ سنگ آفتاب اپنی تین سالہ شب وروز کی ارتقائی منازل طے کر کے 26 مارچ 2009ء کو تحفظ سنت کانفرنس کی شکل میں طلوع ہوا تو وہ تاریکی چھٹ گئی جس نے مماتیت کی اہل السنۃ والجماعۃ دیوبند دشمنی کو چھپایا ہوا تھا وہ تمام کالی ،بھیڑیں جو عقیدہ حیات النبی ﷺ کی منکر تھیں اس کانفرنس کے اجالوں نے انہیں ننگا کردیا کہ عقیدہ حیات النبی ﷺ کا منکر دیوبندی نہیں ہوسکتا۔

اس کانفرنس نے فتنہ غیر مقلدیت کی بادسموم سے بچنے کے لئے امت کو سنت کا الحاد وبدعت پروف شیڈ فراہم کیا اور لوگوں کو پتہ چلا کہ ہر بات پر حدیث حدیث کی رٹ لگانے والا فرقہ اہل حدیث خود کسی قدر دشمن حدیث ہے۔

سنت کے نام پر سنی کہلوا کر حلوہ پوریوں سے پیٹ کا جہنم بھرنے والوں کو جب پتہ چلا کہ اگر لوگوں نے واقعۃً سنت رسول پر عمل شروع کردیا تو ہماری ابھری ہوئی توندیں کمر سے جا ملیں گی تو ان کی نیندیں حرام ہوگئیں۔الغرض تمام اہل حق کو ایک سٹیج پر جمع کرنا اور اہل السنۃ والجماعۃ کی مختلف موضوعات پر کام کرنے والی جماعتوں کو ایک پلیٹ فارم پر سنت کے تحفظ کے لئے جمع کرنا لینا یہ اسی مرد درویش کا کارنامہ ہے جس

کی کامیابی میں مجدد حنفیت حضرت اوکاڑوی کا علم حضرت مدنیؒ کا استغناء حضرت شیخ الصفدر کا تحمل اور پوری امت مسلمہ کی دعاؤں کا ہاتھ ہے۔واقعی ایسے آفتاب کے طلوع ہونے سے ہی تاریکی باطل مانند آئینہ بکھر جاتی ہے۔لہذا اس موقع پر جب کہ سپیدہ صبح اتحاد اہل السنۃ والجماعۃ کی شکل میں منصۂ شہود پر جلوہ افروز ہورہا ہے اب ضرورت ہے بیدار ہونے کی اور قیصری سازشوں سے ہوشیار رہنے کی اب پروپیگنڈہ کی سیاہ آندھی اٹھے گی جو بہت سی چمکتی چیزوں کو اپنے اندر چھپالے گی۔ایمان ویقین کے بڑے بڑے ستون بھی بسا اوقات اپنی سادگی کے باعث ان سازشیوں کی سازش کا شکار ہوجاتے ہیں۔کہ یہ شخص اچانک میدان میں اترا ہے اور جنگ کا پانسہ پلٹ کر رکھ دیا۔اس کی طوفانی یلغاروں سے ایوان باطل پرلرزہ طاری ہے۔گھمن ہے گھما کے رکھ دیتا ہے،عوام الناس اور علماء کے ہاں محبوب ہوتا رہا ہے۔گھمن صاحب کی تلخیٔ گفتار کا گلہ انہیں ہے جو اہل بدعت والحاد کی سنگینی کردار سے آشنا نہیں ہیں۔

اتحاد اہل السنۃ والجماعۃ اہل علم کا وہ قافلہ حق ہے جو دلائل کے میدان میں باطل سے نبرد آزما ہے اور ہر طرح کے فتنے کے سامنے سینہ سپر ہے اور بحمد اللہ بہت مختصر وقت میں اس جماعت کے مناظرین ومحققین نے باطل کے دانت کھٹے کر دیئے ہیں۔شعبہ تصنیف وتالیف ہو خطابت،مجلس مناظرہ ہو یا درس وتدریس اس کی ہر ادا الحاد شکن اور بدعت سوز ہے۔

اب ضرورت ہے تمام اہل السنۃ اپنے فرائض کو پہچانیں۔کسی کی ہرزہ سرائی کا شکار ہوکر اس قافلہ حق سے جدا نہ ہوجائیں۔اب ہم تاریخ کے نازک موڑ پر ہیں جہاں لمحوں کا خطا کا کفارہ صدیوں کی سزا سے بھی پورا نہیں ہوتا۔سلطان بایزید یلدرم

اور امیر تیمور لنگ کا واقعہ درس عبرت ہے کہ سنت کی حفاظت کے لئے ان کفن بردوش خدا کے شیروں کے ساتھ معاون بن کر علمی میدان میں کود پڑیں تا کہ احیاء سنت کا فریضہ بطریق احسن پورا ہو سکے۔

فرض میں تیرے بھی ہے برق بلا کا سد باب
کیونکہ مصروف اساس آشیاں تو بھی تو ہے

انکشاف حقیقت (مولانا مقصود احمد صاحب مدظلہ)

عمر:ارے خیر تو ہے بڑے تیز تیز جا رہے ہو؟

حامد:السلام علیکم ورحمۃ اللہ و برکاتہ! بھائی عمر تھوڑا سا کام ہے۔

عمر :وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ و برکاتہ! کون سا کام ہے؟

حامد: کچھ گھریلو

عمر: گھریلو کام تو سب کے ہوتے ہی ہیں۔آپ کا کوئی انوکھا کام ہے۔

حامد:ہاں ہاں!(ذرا پراثر لہجہ میں)

عمر : کیا سبزی خریدنے۔۔؟

حامد:یار عمر سبزی تو پورا سال چلتی ہے۔آج تو۔۔۔۔؟

عمر : کیا کوئی اسپیشل چیز خریدنی ہے؟

حامد: نہیں بس چینی ،میدہ اور سوجی وغیرہ۔

عمر : کوئی مہمان آرہے ہیں۔یا خوردنوش کی چیزیں گھر میں ختم

حامد: آج کے دن کا آپ کو پتہ نہیں؟

عمر: کیوں نہیں آج بدھ ہے۔

حامد:بدھ تو ہے ہی آج تو اسلامی دنوں میں سے ایک خصوصی دن ہے۔

عمر :سارے دن ہی اسلامی ہیں،اسکی کیا خصوصیت ہے؟

حامد:یار بڑے غافل معلوم ہوتے ہو۔

عمر :دن بتایا تو ہے اس میں غفلت والی کون سی بات ہے؟

حامد: اگر آدمی کو کسی بات کا پتہ نہ ہو تو پھر (مقلد ہونے کے ناطے) کسی عالم سے پوچھ لے ورنہ جہالت میں انسان بڑے قیمتی دن عبادت والے دن ضائع کر دیتا ہے اور احساس تک نہیں ہوتا۔

عمر: پھر آپ ہی بتادو یہ کونسا دن ہے جو اتنی فضیلت کا حامل ہے؟

حامد: یہ ۲۲ رجب المرجب کا بڑا ذی شان دن ہے، جس میں حضرت امام جعفر صادقؒ کی ولادت ہوئی ہے۔ اسکی خوشی میں ایک خصوصی فنکشن (Funcation) ہے۔ اسی وجہ سے ایسے دور میں جب کہ چیزوں کی قیمتیں افق ثریا سے باتیں کر رہی ہیں، یہ چیزیں بغرض عبادت سمجھ کر ہی لینے جا رہا ہوں۔

عمر: ہاں یہی بات معلوم کرنے کے لئے ہی میں نے پہلے نہیں بتایا کہ اس کی اصل حقیقت (علماء اہل السنۃ کے ہاں) کیا ہے؟

حامد: میں بھی سوچ رہا تھا کہ آپ خود اہل علم اور علماء کی صحبت حاصل ہونے کے باوجود بھی اتنے جاھل کیوں ہیں یا پھر کچھ اور۔۔۔؟

عمر: یہ بات تو درست ہے بن پوچھے بتانے سے بات کا وزن کم ہو جاتا ہے۔ یہ وجہ خاموشی ہے۔

حامد: آپ کے اس رویہ سے معلوم ہوتا ہے کہ پھر تو یہ کونڈے (رسم) درست نہیں تو پھر جلدی بتاؤ میں نے سودا سلف خرید کر بھی گھر لے جانا اور تیار بھی کروانا ہے۔

عمر: آج تو ہر آدمی جلد باز ہے۔ اسی جلد بازی سے تو ہمارا نقصان ہو رہا ہے کہ کسی ڈاڑھی والے (مفتی و عالم معتبر کے علاوہ) راہ چلتے سے کوئی بات سن کر بغیر کسی عالم و مفتی سے تحقیق کروائے اس پر عبادت سمجھ کر عمل شروع کر دیا اور اس سنی بات (بدعت

نوایجاد) پر لاکھوں روپیہ راکھ کردیا۔

حامد: ذرا بات تحقیق (علماء) سے کریں، تاکہ مجھے بھی سمجھ میں آجائے اور اگر میں واقعتاً غلطی پر ہوں تو اس کو چھوڑ دوں۔

عمر: اچھا سوچ لو! کیا بعد میں حیلے تو نہیں کروگے؟ اور پہلے پر توبہ کروگے نا؟

حامد: کیا یار میں ضدی ہوں؟ ہاں وعدہ کرتا ہوں لیکن بات درست ہو تو۔

عمر: پھر توجہ سے سنو۔ یہ بے دین لوگوں کی رسم ہے جو انھوں نے اپنے مغلوب ہونے کے دور میں اس شجر ناتواں (بدعت) کی آبیاری کرنے کے لئے ایک چشمہ ہدایت امام اہل السنۃ جعفر صادقؒ کی طرف نسبت کی۔ جب کہ اس کا اصل موجد ایک تبرائی شیعہ امیر مینائی لکھنوی ہے۔ اس نے 1906ء میں یہ رسم شروع کی (جامع الیواقیت مصنف پیر جماعت علی شاہ) جس سے اس کا اصل مقصد امیر المومنین، صحابی رسول، کاتب وحی حضرت معاویہ بن ابی سفیانؓ کی وفات پر خوشی منانا تھا۔ کیونکہ ۲۲ رجب کو ان کی وفات کا دن ہے۔ جیسا سیرت وتاریخ کی کتابوں میں مرقوم ہے۔ ارے حامد! امام جعفر صادق کی ولادت تو ماہ رمضان غالباً (۸) کو ۸۰ یا ۸۳ ہجری میں ہوئی ہے۔ اگر ان کی ولادت کی خوشی ہوتی تو پھر یہ رسم (کونڈے) ماہ رمضان میں کرتے جب کہ ایسا نہیں۔

حامد: آج آپ نے تو یہ کر کے میری ساری تحقیق پر پانی پھیر دیا۔ بات گویا میری تحقیق کو غلط ثابت کر دکھایا کہ یہ رسم واہی ولادت امام اہل السنۃ حضرت جعفر صادقؒ کے خوشی کے بجائے امیر المومنین، صحابی رسول حضرت امیر معاویہؓ کی وفات پر بطور خوشی منائی جاتی ہے اور آپ نے کہا کہ ۲۲ رجب کو امام جعفر صادقؒ کی سرے سے

پیدائش ہی نہیں بلکہ امیر معاویہؓ کی وفات کا دن ہے تو کیا آپ سے حوالہ مانگوں تو ناراض تونہیں ہو گے؟

عمر : نعوذ باللہ! اس میں ناراضگی کی کون سی بات ہے۔ میرے حوالہ جات سے آپ ہی نہیں اگر بہت سارے اپنی کج روی اور غلط فہمی کو دور کرلیں تو اس میں میرا کیا نقصان الٹا باعث ثواب ہو گا۔

حامد: یار عمر! اپنی تقریر دلپذیر چھوڑ و جلدی حوالہ بتاؤ اور بس۔۔؟

عمر : جلدی نہ کرو تحمل سے سنو کہ حضرت امیر معاویہؓ کی وفات ۲۲ رجب المرجب کو ہوئی۔ دیکھئے 1۔ تاریخ الامم والملوک للطبری م ۳۱۰ھ ص 180/6 ط بیروت

2۔ سیر اعلام النبلاء للذھبی م ۷۴۸ھ 81/4 ط بیروت

3۔ الاستعیاب لابن عبدالبر م ۴۶۳ھ ص 677 بیروت

4۔ فتاوی محمودیہ 220/1 بحوالہ احسن الفتاوی

حامد: بس کافی ہیں۔ مجھے بات سمجھ آ گئی۔ اب میں کیئے ہوئے سے توبہ اور آئندہ نہ کرنے کا عزم مصمم کرتا ہوں اور اس رسم واہی میں فضول پیسے اڑانے والے سادہ لوح مسلمانوں کو منع کروں گا اور یہ پیسے کسی نیکی کے کام میں خرچ کروں گا۔

عمر : اللہ آپ کو جزائے خیر دے کہ آپ نے تعصب سے بالاتر ہو کر میری بات کو اپنی عقل میں جگہ دی اور توبہ کی۔ اللہ آپ کو دوسروں کے لئے بھی ذریعہ ہدایت بنائے۔

حامد: آمین۔ بڑی مہربانی بھائی عمر! اچھا اجازت اب میں چلتا ہوں۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بیس رکعات نماز تراویح (علامہ عبدالغفار ذھبی سابق غیر مقلد)

سوال نمبر 1: کیا رسول اقدس ﷺ سے مسجد نبوی کے اندر ماہ رمضان میں باجماعت نماز تراویح پڑھنا ثابت ہے؟ (السائل محمد امین کمالیہ)

جواب: جی ہاں ! حضرت سیدنا ابوذر ؓ سے مرفوعاً مروی ہے کہ نبی ﷺ نے تئیس (23) رمضان المبارک کو تہائی رات تک نماز (تراویح) پڑھائی ۔ پھر پچیس (25) رمضان المبارک کو آدھی رات تک نماز (تراویح) پڑھائی اور پھر ستائیس (27) رمضان المبارک کو اختتام سحری (یعنی رات کا اکثر حصہ) نماز (تراویح) پڑھائی ۔ الحدیث (نسائی 238/1 وسندہ صحیح ، ابوداود 202/1 سندہ صحیح ، ترمذی 166/1 وسندہ صحیح ، ابن ماجہ 94/1 وسندہ صحیح وعن عائشہؓ مثلہ ونحوہ صحیح بخاری 269/1 ، صحیح مسلم 259/1 ، ابوداود 201/1 ، وعن نعمان بن بشیرؓ مثلہ ونحوہ نسائی 238/1 ، قیام اللیل للمروزی ص 154 ، وعن زید بن ثابتؓ مثلہ ونحوہ بخاری 101/1 ، مسلم 266/1 ، وغیرھما ۔ وللہ الحمد)

سوال نمبر 2: کیا رسول اقدس ﷺ کی حیات دنیاوی میں صحابہ کرامؓ باجماعت مسجد نبوی میں نماز تراویح پڑھتے تھے ۔ (السائل محمد امین کمالیہ)

جواب: جی ہاں ! (ا) عن عائشہؓ مرفوعاً کان الناس یصلون فی المسجد فی رمضان اوزاعا الحدیث . ابوداود 202/1 قیام الیل للمروزی ص 153 ، یعنی صحابہ کرامؓ ماہ رمضان میں مختلف ٹولیوں کی صورت میں مسجد کے اندر نماز (تراویح) پڑھا کرتے تھے ۔

فائدہ: امام ابن عبد البرؒ، امام بغویؒ، امام عینیؒ اور امام ابن حجرؒ وغیرھم نے اوزاع کا معنی متفرق جماعتیں کیا ہے۔الاستذکار 65/2، شرح السنۃ 510/2، عمدۃ القاری 244/8، فتح الباری 320/4)

(۲) عن ثعلبۃ بن مالکؓ القرظی سے مرفوعاً مروی ہے کہ ماہ رمضان کی ایک رات کو رسول اقدس ﷺ تشریف لائے تو لوگوں یعنی (صحابہ) کو حضرت ابی بن کعبؓ کی اقتداء میں مسجد کے اندر ایک کونے میں باجماعت نماز (تراویح) پڑھتے دیکھا تو آپ نے فرمایا قد احسنو ا تحقیق یہ اچھا کر رہے ہیں قد اصابوا یہ صحیح کر رہے ہیں، اور آپ نے اس کو ناپسند نہیں فرمایا۔ وللہ الحمد سنن الکبری للبیہقی 495/2، معرفۃ السنن والآثار للبیہقی 303/2، وعن ابی ہریرۃ مثلہ ونحوہ ابوداود 202/1) وللہ الحمد

سوال نمبر 3: کیا رسول اقدس ﷺ رمضان المبارک میں دیگر مہینوں کے مقابلے میں زیادہ عبادت کرتے تھے؟ (السائل محمد امین کمالیہ)

جواب: جی ہاں۔(ا) **عن عائشۃؓ مرفوعاً یجتهد فی العشر الاواخر ما لا یجتهد فی غیرہ.** صحیح مسلم 372/1، سیدہ عائشہؓ سے مرفوعاً مروی ہے کہ آخری دس دنوں میں آپ ﷺ جو (عبادت) میں کوشش فرماتے وہ باقی بیس دنوں میں نہ فرماتے۔

(2) **وفی روایۃ اذا دخل العشر شد مئزرہ واحی لیلہ وایقظ اھلہ** (بخاری 271/1، مسلم 372/1) جب آخری عشرہ آتا تو آپ ﷺ کمر ہمت باندھ لیتے، خود بھی ساری رات جاگتے اور ازواج مطہرات کو بھی جگاتے تھے۔

(۳)وفی روایة اذا دخل رمضان تغیرلونه وکثرت صلاته وابتهل فی الدعاء واشفق منه (شعب الایمان للبیہقی 310/3الترغیب لابی قاسم 363/2 کنزالعمال رقم 18062 ، جب رمضان المبارک داخل ہوتا تو آپ ﷺ کا رنگ بدل جاتا اور زیادہ نمازیں پڑھتے اور خوب گڑگڑا کر دعائیں فرماتے اور اللہ تعالیٰ سے ڈرتے تھے۔

(۴)وفی روایة اذا دخل رمضان شد مئزره ثم لم یات فراشه حتی ینسلخ (صحیح ابن خزیمہ 342/3رقم 2216،شعب الایمان للبیہقی 310/3، زجاجۃ المصابیح 362/1، جب رمضان المبارک آتا تو آپ ﷺ کمر ہمت باندھ لیتے (عبادت کے لئے)اور پھر اپنے بستر پر تشریف نہ لاتے حتی کہ رمضان المبارک گزر جاتا۔

فائدة: مذکورۃ احادیث کثرت عبادت پر دال ہیں۔ وللہ الحمد۔

سوال نمبر 4: کیا رسول اقدس ﷺ نے قیام رمضان صلوۃ تراویح کو سنت قرار دیا ہے؟ (السائل محمد امین کمالیہ)

جواب: جی ہاں! **عن عبدالرحمن بن عوف مرفوعاً سننت لکم قیامه** الحدیث حضرت سیدنا عبدالرحمٰن بن عوفؓ سے مرفوعا مروی ہے کہ اور تمہارے لئے قیام (یعنی تراویح) کو سنت قرار دیا ہے ۔(مسند احمد 243/1،رقم 1665،نسائی 308/1،ابن ماجہ 94/1 قیام الیل للمروزی ص 151 وللہ الحمد)

سوال نمبر 5: کیا رسول اقدس ﷺ نے خود بھی بیس (20) رکعات تراویح پڑھی

اور پڑھائی ہیں؟ (السائل محمد امین کمالیہ)

جواب: جی ہاں! (۱) **عن ابن عباس** رضؓ **مرفوعاً کان یصلی فی رمضان عشرین رکعة والوتر.** حضرت سیدنا ابن عباسؓ سے مرفوعاً مروی ہے کہ آپ ﷺ رمضان المبارک میں بیس (20) رکعات (تراویح) اور وتر پڑھا کرتے تھے۔ **قلت اسناده حسن وتلقته الامة بالقبول فهو صحیح** (مصنف ابن ابی شیبہ 286/2، المنتخب لعبد بن حمید 218، معجم الکبیر للطبرانی 433/5 رقم 11934)

فائدہ: امام الھند شاہ ولی اللہ محدث دہلوی نے صحت حدیث کا ایک اصول بیان فرمایا مثلاً **کل حدیث اجمع السلف علی قبوله** الخ کہ ہر وہ حدیث جس کے قبول پر سلف نے اجماع کیا ہو تو ایسی حدیث کے راویوں کی عدالت میں بحث کرنے کی حاجت وضرورت نہیں ہے۔ (عقد الجید ص 51) (۲) **عن جابر بن عبداللہ** رضؓ **قال خرج النبی** ﷺ **ذات لیلة فی رمضان فصلی الناس اربعة وعشرین رکعة واوتر بثلاثة قلت هذان حدیثان تلقتهما الامة بالقبول فهما صحیحان.** حضرت سیدنا جابر بن عبداللہؓ سے مرفوعاً مروی ہے کہ رمضان المبارک کی ایک رات کو نبیؐ باہر تشریف لائے اور لوگوں (یعنی صحابہؓ) کو باجماعت چار (رکعات فرض) اور بیس رکعات (تراویح) اور تین (رکعات) وتر پڑھائے۔

(تاریخ جرجان للسہمی 142 قلت اسنادہ حسن)

فائدہ: جناب ثناء اللہ امرتسری غیر مقلد نے لکھا ہے کہ بعض ضعف ایسے ہیں جو امت کے تلقی بالقبول سے رفع ہوجاتے ہیں۔ اخبار اہلحدیث ص 19 اپریل

1907ءاور یاد رہے ان احادیث کو تلقی بالقبول حاصل ہے۔ جو مذکورہ اصول حدیث کے قاعدہ کے مطابق یقیناً صحیح ومقبول ہیں۔ وللہ الحمد

سوال نمبر 6: کیا خلیفہ راشد حضرت عمرؓ بن خطاب نے بھی بیس (20) رکعات تراویح کا حکم دیا ہے۔ (السائل محمد امین کمالیہ)

جواب: جی ہاں! **ان عمرؓ امر ابیاً ان یصلی بالناس فی رمضان الی ان قال فصلی بھم عشرین رکعة** الخ۔ بے شک سیدنا عمرؓ نے سیدنا ابی بن کعبؓ کو حکم دیا کہ وہ لوگوں (یعنی صحابہؓ وتابعینؒ) کو رمضان المبارک میں بیس رکعات (تراویح) پڑھائیں۔ (مسند احمد بن منیع قلت اسنادہ صحیح بحوالہ اتحاف الخیرۃ للبوصیری 424/2رقم 2390وکنز الاعمال للعلی المتقی 409/8رقم 28404الاحادیث المختارہ للمقدسی 86/2رقم 1161وقال اسنادہ حسن وللہ الحمد)

سوال نمبر 7: کیا حضرت عمر فاروقؓ کے حکم کے بعد ان کے عہد وزمانہ میں صحابہ وتابعین بیس رکعات تراویح پڑھتے رہے ہیں (السائل محمد امین کمالیہ)

جواب: جی ہاں! (ا) **عن السائب بن یزید قال کانوا یقومون علی عھد عمر فی شھر رمضا ن بعشرین رکعة** الخ حضرت سیدنا سائب بن یزید نے فرمایا کہ لوگ (صحابہؓ وتابعینؒ) سید نا عمر فاروقؓ کے عہد خلافت میں ماہ رمضان المبارک کے اندر بیس رکعات (تراویح) پڑھا کرتے تھے۔ (مسند ابن الجعد 413رقم 2825،قلت اسنادہ صحیح علی شرط البخاری،فضائل الاوقات للبیہقی ص 72رقم 150،التمھید لابن عبدالبر ص519/3الاستذکار لابن عبدالبر 69/2الفقہ الحنفی

وادلتہ 244/1)

(۲)**عن السائب بن یزید قال کنا نقوم فی زمان عمر بن خطاب**ؓ **بعشرین رکعة والوتر** حضرت سیدنا سائب بن یزید نے فرمایا کہ ہم لوگ (یعنی صحابہ وتابعین) حضرت سیدنا عمر فاروقؓ کے زمانہ (خلافت) میں بیس رکعات (تراویح) اور وتر پڑھتے تھے۔(معرفۃ السنن والآثار للبیہقی 2/305 رقم 1365 السنن الصغیر للبیہقی 2/235 رقم 835 عمدۃ القاری علی البخاری 246/8 وغیرھا قلت اسنادہ صحیح ورواتہ ثقات)

تنبیہ: یاد رہے آپ ﷺ نے فرمایا **علیکم بسنتی وسنة الخلفاء الراشدین المھدین** الخ تم میری سنتی اور ہدایت یافتہ خلفاء راشدین کی سنت کو لازم پکڑو (مسند احمد 27/4، ابوداود 287/2، ترمذی 96/1، ابن ماجہ 5/1 صحیح ابن حبان 102 اتباع السنن للمقدسی 79/1 مشکوۃ 30/1 وللہ الحمد)

سوال نمبر 8: کیا بیس (20) رکعات تراویح پر امت کا اجماع ہے اور یہ جمہور کا مذہب ہے۔(محمد امین کمالیہ)

جواب: جی ہاں! (ا) امام ابوبکر الکاسانیؒ م ۵۸۷ھ نے تصریح فرمائی کہ سیدنا عمرؓ نے سیدنا ابی بن کعبؓ پر (صحابہؓ وتابعینؒ وغیرہ) کو جمع فرمایا وہ رمضان کی ہر رات کو بیس رکعت پڑھتے تھے اور کسی ایک (صحابی وتابعی) نے اس کا انکار نہیں کیا **فیکون اجماعاً** الخ یعنی اس پر اجماع ہے۔(بدائع الصنائع 644/1)

(۲) امام نوویؒ م ۶۷۶ھ نے فرمایا کہ **اعلم ان صلاة التراویح سنة باتفاق**

العلماء و هی عشرون رکعة الخ یعنی بیس رکعات تراویح سنت ہے بالاتفاق (کتاب الاذکار للنووی ص 267)

(۳) امام علی القاری م۱۰۱۴ھ نے فرمایا اجمع الصحابةؓ علی ان التراویح عشرون رکعة (مرقات 194/3) کہ بیس رکعات تراویح پر صحابہ کرامؓ کا اجماع ہے۔

(۴) امام ابن عابدین شامیؒ م۱۲۵۲ھ نے فرمایا التراویح سنة موکدة تراویح سنت موکدہ ہے اور وہ عشرین رکعة بیس رکعات ہے اور یہی قول ہے جمہور کا اور اسی پر (عمل الناس شرقا وغربا) ہے لوگوں کا جو مشرق مغرب میں ہیں۔(رد المحتار للشامی 660/1 وللہ الحمد)

سوال نمبر 9: کیا بیس رکعات تراویح پر ائمہ اربعہ کا بھی اتفاق و اجماع ہے؟

(السائل محمد امین کمالیہ)

جواب: جی ہاں! (۱) امام ابن رشد مالکیؒ م۵۹۵ھ نے فرمایا کہ" واختار مالکؒ فی احد قولیه وابو حنیفةؒ والشافعیؒ واحمدؒ الخ اور امام مالکؒ نے اسی کو اختیار کیا دو قولوں میں سے اور امام ابو حنیفہؒ، امام شافعیؒ اور امام احمدؒ اور امام داود ظاہری نے بھی یہی فرمایا کہ القیام بعشرین رکعة کہ قیام صلاۃ تراویح وتر کے علاوہ بیس رکعات ہے۔(بدایۃ المجتہد لابن رشد 214/1)

(۲) امام سید محمد انور شاہ کشمیریؒ م۱۳۵۲ھ نے فرمایا ولم یقل احد من الائمة الاربعة باقل من عشرین رکعة فی التراویح والیه ذهب

جمهور الصحابة (العرف الشذی 308/1) یعنی بیس رکعات تراویح سے کم ائمہ اربعہ میں سے کسی کا قول نہیں ۔ یہی صلاۃ تراویح ہے اور جمہور صحابہ کرامؓ بھی اسی طرف گئے ہیں ۔ وللہ الحمد

سوال نمبر 10: کیا مسجد الحرام مکہ مکرمہ اور مسجد نبوی مدینہ منورہ میں بیس رکعات تراویح پڑھی جاتی ہیں (محمد امین کمالیہ)

جواب: جی ہاں! سیدنا عمر بن خطابؓ کے عہد و زمانہ میں صحابہ کرام و تابعین نے جب بیس رکعات تراویح پر اجماع کیا تو اسی دن سے لے کر آج تک حرمین شریفین میں بیس رکعات تراویح ہی پڑھی اور پڑھائی جاتی ہے حتی کہ مفتی اعظم سعودی عرب الشیخ ابن باز نے بھی فتوی دیا کہ السنة الاتمام مع الامام ولو صلى ثلاثا وعشرين ركعة مقتدی کا اپنے امام کے ساتھ نماز (تراویح) مکمل کرنا سنت ہے اگرچہ امام تئیس رکعات پڑھائے (مجموع الفتاوی 302,305/1)

وهوا لمطلوب والمقصود ولله الحمد .

عظیم الشان آل پنجاب تحفظ سنت کانفرنس کی روئیداد

مولانا عبدالشکور حقانی صاحب مدظلہ (امیر اتحاد اہل السنۃ والجماعۃ لاہور)

کانفرنس صرف پنجاب کے صوبے میں واقع تھی لیکن اس کا چرچا پوری دنیا میں عام تھا، پرنٹ میڈیا ہو یا الیکٹرانک میڈیا، آل پنجاب تحفظِ سنت کانفرنس کا پرچار ہر سنی العقیدہ مسلمان اپنا فریضہ سمجھتا تھا۔ اسی لئے حتی المقدور ہر مسلمان ہر ہر جماعت نے اس عظیم الشان نظریاتی کانفرنس کی کامیابی کے لئے کوششیں کیں۔ حتیٰ کہ مدارس دینیہ کی طالبات نے بھی کمال کر دیا۔ سینکڑوں مدارس کے مہتمم حضرات نے بتلایا کہ طالبات نے سورۃ یٰسین، ختم خواجگان اور آیت کریمہ وغیرہ پڑھ پڑھ کر روزانہ اس کانفرنس کی کامیابی کے لئے دعائیں کیں۔

حضرت اقدس مولانا محمد الیاس گھمن صاحب مدظلہٗ العالی نے تو اپنا دن رات ایک کر دیا۔ مسلک و مذہب اور دینِ حق کی آبیاری کے لئے نہ رات دیکھی نہ دن، بیماری و آرام سے بے نیاز ہو کر ہمہ وقت سفر اور صرف سفر ہی کرتے رہے۔ مجھے اچھی طرح یاد ہے کہ ایک وقت کراچی میں موجود تھے اور نمازِ عصر کے وقت لاہور میں آ کر ایک جلسہ کے اندر شریک ہونا تھا۔ چنانچہ حضرت کراچی سے چلے اور لاہور پہنچے، اپنے مقررہ وقت پر بیان کیا اور واپس کراچی تشریف لے گئے۔ کراچی سے خیبر تک، لاہور سے ملتان تک، کوئی ایک علاقہ بھی ایسا نہ ہو گا جس میں مولانا کے ہر ہر شہر میں تین تین یا چار چار بیانات نہ ہوئے ہوں۔ مولانا محمد الیاس گھمن کے ساتھ چلنے والوں میں بھی بڑی تڑپ اور لگن ہے۔ مولانا کی محبت کوٹ کوٹ کر ان کے دلوں میں

بھری ہوئی ہے۔ ہر عالم اور حافظ و قاری مولانا کی عزت و احترام کرتا ہے اور ان کی قربانیوں کو قدر کی نگاہ سے دیکھتا ہے۔ان کی علمی حیثیت کو مانتا ہے اور ان کی شجاعت و دلیری کو داد دیتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اس کانفرنس اور اتحاد اہلسنت والجماعت میں مولانا کے ساتھ چلنے کے لئے ہر آدمی اپنے لئے سعادت سمجھتا ہے۔

۲۶ مارچ ۲۰۰۹ء کو پنجاب کے مرکزی شہر لاہور میں اقرأ روضۃ الاطفال جامع مسجد حاجرہ سے ملحقہ ایک بہت بڑے پارک میں اس کانفرنس کا نماز عشاء کے بعد آغاز ہوا۔لیکن پورے پنجاب سے قافلے پہلے ہی آنا شروع ہوگئے۔ بسوں، مزدوں، ویگنوں، سوزوکیوں اور کاروں موٹر سائیکلوں کا بے پناہ رش تھا۔اس پارک میں پچاس ہزار آدمیوں پر مشتمل مجمع بآسانی سما سکتا تھا۔ چنانچہ یہ پورا پارک نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سنتوں پر مر مٹنے والے متوالوں سے کھچا کھچ بھرا ہوتھا۔علماء کرام،مشائخ عظام اور قرأ و نعت خواں حضرات اسٹیج کی زینت بنے ہوئے تھے۔

حضرت اقدس مولانا عتیق الرحمٰن صاحب نے مدرسہ جامعہ عبداللہ ابن عمر آج کے پروگرام میں علماء و مشائخ کے لئے وقف کر رکھا تھا۔ پنجاب بھر سے جتنے بھی علماء و مشائخ تشریف لائے وہ جامعہ عبداللہ ابن عمر میں ہی قیام فرماتے رہے۔اس میزبانی کے تمام تر اخراجات مولانا عتیق الرحمٰن صاحب مدظلہ نے برداشت کئے۔اللہ تعالیٰ ان کو اس اجر عظیم فرمائے۔

کانفرنس کو کامیاب کرنے کے لئے ایک منظّم پروگرام ترتیب دیا گیا تھا۔سٹیج پر الگ علماء کی ڈیوٹی لگی، پنڈال میں خفیہ طور پر چند نوجوانوں کو ہر آدمی پر نظر رکھنے کے لئے مقرر کیا گیا، پورے جلسہ گاہ کو دینی و مذہبی جماعتوں کے ۷۰ جیالے کارکنوں نے

پوری طرح اپنے حصار میں لیا ہوا تھا۔ پولیس والے احباب بھی اپنے فرائض انجام دینے کے تعاون فرما رہے تھے۔ ایس پی صاحب خود تشریف لائے اور پورے پروگرام کا جائزہ لیا اور اطمینان ہونے کے بعد بخوشی واپس چلے گئے۔

تحفظ سنت کانفرنس کا انعقاد چند مخصوص اہداف کو حاصل کرنے کے لئے کیا گیا تھا اور وہ مقاصد و اہداف سو فیصد حاصل ہوئے۔ وہ لوگ جنہوں نے عرصۂ دراز سے سنت کے خلاف ایک مکروہ پروپیگنڈہ شروع کر رکھا تھا اور سنت کے مقابلے میں فقط ''حدیث'' کا شوشہ چھوڑ کر اُمت مسلمہ میں انتشار و افتراق کی نئی راہیں ہموار کر رہے تھے، اللہ تبارک وتعالیٰ نے ''آل پنجاب تحفظ سنت کانفرنس'' سے اس غلیظ پروپیگنڈے کا ازالہ کیا۔ علماء کرام نے سنت اور حدیث میں فرق کو واضح کرتے ہوئے اس بات کی وضاحت فرمائی کہ حدیث پر نہیں سنت پر عمل کیا جاتا ہے۔

اس پروگرام کو انٹرنیٹ کے ذریعے مکمل کوریج مہیا کی گئی۔ بیسیوں افراد نے مختلف ممالک میں بیٹھ کر اس کانفرنس کو اپنی آنکھوں سے دیکھا۔ گویا انٹرنیٹ کے ذریعے ہزاروں افراد نے گھر بیٹھے بیٹھے اس کانفرنس میں ہونے والے علماء کرام کے قیمتی بیانات کو سنا۔ غیر مقلدین کی طرف سے کانفرنس سے قبل اور دوران بڑے بے ہودہ قسم کے میسیج آتے رہے اور دھمکیوں کا سلسلہ بھی جاری رہا، لیکن اہل حق کبھی دھمکیوں اور غلیظانہ باتوں سے ڈرا نہیں کرتے۔ چنانچہ کانفرنس مکمل طور پر کامیاب ہوئی اور بخیر وعافیت اختتام کو پہنچی۔ اس کانفرنس کی صدارت حرم کعبہ میں رہنے والی عظیم شخصیت شیخ المشائخ حضرت اقدس مولانا عبدالحفیظ مکی صاحب کر رہے تھے جو شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا مہاجر مدنی کے خلیفۂ مجاز بھی ہیں۔ استاذ العلماء شیخ الحدیث

مولانا منیر احمد منور صاحب نے سرپرستی فرمائی اور نگرانی کے فرائض متکلم اسلام مولانا محمد الیاس گھمن صاحب مدظلہ انجام دے رہے تھے۔

کانفرنس میں ملک بھر سے مشائخ کی بھاری اکثریت نے شرکت کی حتیٰ کہ کراچی سے جامعۃ الرشید کے مصروف ترین استاذ مفتی ابولبابہ شاہ منصور اور مولانا سید عدنان کاکاخیل بھی تشریف لائے اور تحفظ سنت کانفرنس کو وقت کی اہم ضرورت قرار دیتے ہوئے اس کے انعقاد پر مولانا محمد الیاس گھمن اور اتحاد اہلسنت والجماعت کے کارکنوں کو مبارکباد پیش کی۔ کانفرنس سے خطاب کرنے والوں میں علامہ ڈاکٹر خالد محمود صاحب مدظلہ، قاری محمد حنیف جالندھری ناظم اعلیٰ وفاق المدارس عربیہ، مولانا عبدالخالق رحمانی، مولانا محمد الیاس گھمن، مولانا عزیز الرحمٰن ہزاروی، مولانا مجاہد الحسینی، مفتی حمید اللہ جان صاحب، مولانا فضل الرحمٰن دھرم کوٹی، مولانا عبداللہ عابد، مولانا ریاض خان سواتی، مولانا منیر احمد کہروڑ پکا اور دیگر بیسیوں علماء نے خطاب فرمایا۔ شرکت کرنے والوں میں مولانا فیاض خان سواتی، مولانا جمیل الرحمٰن اختر، حاجی عبدالجبار اخوند صاحب دامت فیوضہم وغیرہ شامل ہیں۔ نماز عشاء کے متصل بعد شروع ہو کر نماز فجر تک یہ کانفرنس پوری آب وتاب سے جاری وساری رہی۔ کہیں کوئی بدمزگی نظر نہ آئی، نظم وضبط کا پورا خیال رکھا گیا اور ہر آنے والے قافلے کا بھرپور استقبال کیا گیا۔

اختتامی دعا حضرت اقدس شیخ المشائخ مولانا عبدالحفیظ مکی صاحب مدظلہ نے کروائی۔ اس کانفرنس کی بھرپور کامیابی کے بعد اب صوبۂ سرحد میں بھی کابل روڈ مردان روڈ نوشہرہ میں ۲۵ جون ۲۰۰۹ء بروز جمعرات کو آل سرحد تحفظ سنت کانفرنس

منعقد کرنے کا ارادہ تھا جس میں پورے سرحد کے مشائخ عظام اور علمائے کرام نے بھرپور شرکت کرنی تھی مگر حالات کے پیش نظر کچھ عرصہ کے لئے اس کانفرنس کو موخر کر دیا گیا۔ جب حالات ٹھیک ہوں گے تو ان شاء اللہ العزیز یکے بعد دیگرے پورے پاکستان کے ہر صوبے میں تحفظ سنت کانفرنسوں کا انعقاد کیا جائے گا۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ ہمیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی سنتوں کو سمجھنے، عمل کرنے اور ان کی حفاظت کرنے کی توفیق نصیب فرمائے۔ (آمین یارب العالمین)

جماعت المسلمین کے عقائد ونظریات کا تحقیقی جائزہ

(مولانا محمد رضوان عزیز صاحب مدظلہ)

مسعود احمد BSC نے اپنے پیروکاروں کی رہنمائی کے لئے کچھ کتب تصنیف کی اگر چہ یہ تمام کتب جہاں اس کی غیر متوازن شخصیت کو آشکار کرتی ہیں وہیں یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ اس فنکار کا ہدایتکار کوئی اور ہے جو اسے یہ علمی مواد تحریف کر کے ٹرانسفر کرتا ہے اور مسعود احمد اسے اپنے نام سے شائع کرتا ہے اسکی کتب میں سے ایک کتاب جو توحید کے نام پر اس نے لکھی ہے اور اپنی نام نہاد توحید کو دلائل کی بیساکھی فراہم کرنے کی کوشش کی ہے اس کتاب کا نام ہے ''توحید المسلمین''لہذا اس کی بقیہ کتب کے آپریشن سے پہلے توحید المسلمین میں اس کی طرف سے کی جانے والی علمی بددیانتیوں اور دا یگر غلط مسائل کی وضاحت ضروری ہے ۔سب سے پہلے توحید المسلمین کا مطالعہ کرتے ہیں اس کے بعد دیگر کتب پر تنقیدی وتحقیقی جائزہ ہوگا۔

توحید المسلمین: عقیدہ نمبر ا۔اللہ تعالی کے ماسواء کسی کو سرور کائنات کہنا شرک ہے

(توحید المسلمین ص93 سال طباعت 1997ء)

اس کی دیگر کئی کتب اور پمفلٹوں میں بھی ان مسعودیوں نے آپ ﷺ کی دوسرے انبیاء پر فضیلت کا انکار کیا ہے۔اب ہم آتے ہیں نفس مسئلہ کی طرف کہ سرور کائنات کا معنی کیا ہے اور اس کا حکم کیا ہے ۔سرور کائنات کو عربی میں سیدالکون (القاموس الجدید 610) کہتے ہیں ۔یعنی کائنات کا سردار اور ضابطہ یہ ہے کہ جب کسی نبی کو کسی قبیلے یا قوم کی طرف مبعوث کیا جاتا ہے تو وہ نبی اس قوم اور قبیلے کا سردار

ہوتا ہے ۔تمام انبیاء مختلف اقوام اور قبیلوں کی طرف آئے جب کہ نبی کریم ﷺ کسی خاص قوم، قبیلے یا گروہ کی طرف نبی بنا کرنہیں بھیجے گئے بلکہ آپ ﷺ کی نبوت ذرہ خاک سے رفعت افلاک تک ہر چیز کو حاوی ہے ۔خود آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا **فضلت علی سائر الانبیاء بست** کہ مجھے تمام انبیاء پر چھ چیزوں میں فضیلت دی گئی ہے اور آپ ﷺ نے وہ چھ چیزیں ارشاد فرمائیں جن میں ایک فضیلت یہ بھی تھی **ارسلت الی الخلق کافۃ** کہ مجھے تمام مخلوق کی طرف نبی بنا کر بھیجا گیا۔

تو جیسے قوم اور قبیلے کا نبی قوم اور قبیلے کا سردار ہوتا ہے تو ایسے ہی نبی کریم ﷺ چونکہ اللہ کی پیدا کردہ تمام مخلوقات کی طرف نبی بنا کر بھیجے گئے ہیں لہذا آپ ﷺ سردار کائنات ہیں اور سرور کائنات ہیں لہذا آپ ﷺ کا سرور کائنات ہونا شرک کیسے ہوگیا؟ جب خود اللہ تعالیٰ انہیں یہ منصب عطا فرماتا اور یہ منصب خدائی میں شرکت کا ہوتا تو ہم اسے شرک کہتے بلکہ یہ تو **فضل اللہ یوتیہ من یشاء** کہ اللہ کا فضل ہے جسے چاہیے اللہ تعالی عطاء فرمادیں اور آپ ﷺ کو جو سروری وسرداری اللہ تعالیٰ نے عطاء فرمائی ہے آپ ﷺ نے متعدد مرتبہ تحدیث بالنعمت کے طور پر اس کا اظہار فرمایا۔

غائبانہ نماز جنازہ (محمد عمران صفدر صاحب مدظلہ بہاولنگر سابق غیر مقلد)

جس فعل کا سبب اور محرک حضور ﷺ کے زمانے سے خیر القرون تک موجود ہو اور کوئی امر بھی مانع نہ ہو اس کے باوجود پیغمبر ﷺ، صحابہ کرامؓ اور اسلاف امت نے اس فعل کو نہ کیا ہو تو وہ کام بدعت ہوگا۔ مثلاً میلاد کے منانے کا سبب پیغمبر ﷺ کی زندگی میں آپ ﷺ کے وجود مبارک کی صورت میں موجود تھا۔ پیغمبر ﷺ نے بعد از نبوت ۲۳ سال حضرات صحابہ کرامؓ میں گزارے مگر مروجہ طور طریقے پر کسی نے بھی آپ ﷺ کا میلاد نہیں منایا، اس لئے یہ بدعت ہے۔

پس معلوم ہوا جس دینی کام کو آپ ﷺ اور صحابہ کرامؓ نہ کریں تو وہ بدعت ہے۔ صحابہ کرامؓ میں افضل حضرات خلفاء راشدین ہیں جو کہ سرچشمہ ہدایت ہیں۔ اہل بدعت ہر آئے روز کسی نہ کسی بدعت کو ایجاد کر کے احداث فی الدین کے مرتکب ہوتے رہتے ہیں اور گمراہی کے دو ہی بنیادی اسباب ہیں۔ ۱۔ الحاد ۲۔ بدعت۔ ان دونوں ہی اسباب پر غیر مقلدیت کی بوسیدہ عمارت کھڑی ہے غیر مقلدین ان پر سختی سے عمل پیرا ہونے کی وجہ سے عوام الناس کی گمراہی کا سبب بھی ہیں۔

ان بدعات میں سے ایک بدعت غائبانہ نماز جنازہ کی بھی ہے جس پر بڑے زور شور سے عمل کیا جاتا ہے۔ اس لئے کہ یہ کھانے پینے، سستی شہرت حاصل کرنے اور لوگوں کی جیبوں سے پیسے نکلوانے کا آسان ترین ذریعہ ہے۔ پس ادھر کوئی شہید ہوا نہیں اور ملک کے مختلف شہروں میں غائبانہ نماز جنازہ کے اعلانات شروع ہو گئے۔ ویسے نہ ہینگ لگے نہ پھٹکڑی کے تحت اس مہنگائی کے دور میں ایک معاشی

مفاد بھی وابستہ ہے، وہ یہ کہ جیسے ہی کوئی غیر مقلد فوت ہوا تو کسی دوسرے شہر یا گاؤں جانے کی ضرورت ہی نہیں، ہر آدمی اپنے اپنے مقام پر نماز جنازہ کا فریضہ بڑے زور وشور سے ادا کر لیتا ہے، بلکہ اس دور میں جب کہ مرنے کے لئے بھی لوگوں کے پاس وقت نہیں نہ صرف یہ کہ اپنا وقت بچا لیتا ہے اور ساتھ ساتھ کرایہ اور سفری مشقتوں سے بھی نجات حاصل کر لیتا ہے۔ مناظر اسلام حضرت مولانا محمد امین صفدرؔ اوکاڑوی نور اللہ مرقدہ فرماتے ہیں ''آپ اس بات سے حیران ہوں گے کہ آج کل کے شہروں میں جلسوں کے اشتہارات کے ساتھ ساتھ غائبانہ نماز جنازہ کے اشتہارات بھی دیواروں پر چسپاں نظر آتے ہیں۔ بازاروں میں تو آج کل یہ لفظ عام ہو گیا ہے مگر قرآن وحدیث میں جنازہ کے ساتھ غائبانہ کا لفظ ڈھونڈ ھنے سے بھی نہیں ملتا نہ ہی صحابہ کرامؓ، تابعین عظامؒ، تبع تابعینؒ ذی اعلام میں اس لفظ کا ذکر ملتا ہے۔ (تجلیات صفدر 260/2)

غائبانہ نماز جنازہ کے اثبات میں پیش کی جانے والی سرفہرست روایت نجاشیؒ کے جنازہ کی ہے لیکن اس روایت سے استدلال کرنا غیر مقلدین کے لئے جائز نہیں، کیونکہ نجاشیؒ شہید نہیں ہوئے تھے۔ جب کہ غیر مقلدین شہید کی غائبانہ نماز جنازہ پڑھتے ہیں۔

ہمارا پیارا ملک پاکستان جو کہ امن وامان کا گہوارہ ہے غیر مقلدین نے امت محمدیہ ﷺ کے مسلمہ مسائل سے اختلاف کر کے اپنی انفرادیت، شہرت پسندی اور نمود ونمائش کے اظہار کے لئے محاذ جنگ بنایا ہوا ہے۔ نجاشی کا وصال ۹ ھ میں ہوا تھا۔ نجاشی کے جنازہ کی روایت موطا امام مالکؒ ص 208 پر حضرت ابو ہریرہؓ سے اور

صحیح مسلم 309/1 پر حضرت جابرؓ سے مروی ہے۔ حضرت ابوہریرہؓ کی وفات ۵۹ھ میں ہے اور نجاشی کے وصال کے بعد حضرت ابوہریرہؓ ۵۰ سال تک زندہ رہے مگر انہوں نے ایک آدمی کی بھی غائبانہ نماز جنازہ نہیں پڑھی اور حضرت جابرؓ کی وفات ۷۹ھ ہے مگر ان سے بھی ساری زندگی غائبانہ نماز جنازہ پڑھنا منقول نہیں۔

یہی روایت مسند احمد 543/4 پر حضرت عمران بن حصینؓ سے مروی ہے۔ ان کی وفات ۵۲ھ ہے مگر ان سے بھی کسی ایک شخص کی غائبانہ نماز جنازہ ادا کرنا ثابت نہیں۔ حالانکہ صحابہ کرامؓ تو پیغمبر ﷺ کی سنت کے سب سے بڑے اور سچے عاشق تھے مگر انہوں نے بھی اس پر عمل نہیں کیا کیونکہ ان کے نزدیک نجاشی کا جنازہ غائبانہ نہ تھا۔ بلکہ سامنے تھا۔ (۱) صحیح ابوعوانہ میں اس روایت کی وضاحت موجود ہے **نحن لا نری الا الجنازة قدامنا** کہ ہم نہیں دیکھتے تھے مگر یہ جنازہ ہمارے سامنے تھا۔

(بحوالہ تجلیات صفدر 264/2)

(۲) حضرت عمران بن حصینؓ فرماتے ہیں **وھم لا یظنون الا ان جنازة بین یدیه** (صحیح ابن حبان 40/5) اور صحابہؓ خیال نہیں کرتے تھے مگر یہ کہ جنازہ آپ ﷺ کے سامنے تھا۔ (۳) ایک دوسری روایت میں حضرت عمران بن حصینؓ فرماتے ہیں **وما نحسب الجنازة الا موضوع بین یدیه** (مسند احمد 543/4) ہم صحابہؓ خیال نہیں کرتے تھے مگر یہ کہ جنازہ آپ ﷺ کے سامنے تھا۔ تو ان مفسر روایات سے نجاشیؒ کے جنازہ کی وضاحت ہوگئی کہ نجاشیؒ کا جنازہ غائبانہ نہ تھا بلکہ بطور کشف آپ ﷺ کے سامنے تھا تو یہ جنازہ غائبانہ نہ رہا۔ لہذا اس حدیث سے نماز جنازہ کا اثبات محض سینہ زوری اور مذہبی تعصب پر محمول ہے۔

غائبانہ نماز جنازہ کے دلائل میں دوسری روایت حضرت معاویہ بن معاویہ مزنیؓ کے جنازہ کی ہے۔اور یہ مفصل روایت علامہ عینیؒ نے بحوالہ طبرانی معجم کبیر اور مسند شامین میں حضرت ابوامامہؓ سے نقل کی ہے۔اس میں وضاحت موجود ہے کہ **فضرب بجناحه علی الارض ورفع له سریره** کہ جبرئیلؑ نے اپنا پر زمین پر مارا اور چارپائی معاویہ مزنیؓ کی آپ کے سامنے کر دی (نخبۃ الافکار 621/4)

۲: حضرت انس بن مالکؓ سے یہی روایت ہے اس میں ہے کہ **ضرب بجناحه الارض فلم یبقی شجرة ولا اکمة الا تضعضعت فرفع سریره فنظر الیه** (مسند ابویعلیٰ ص799 رقم الحدیث 4268)

۳: ان ہی سے ملتے جلتے الفاظ سنن کبری بیہقی 51/4 پر بھی موجود ہے۔تو مفصل روایت سے پتہ چلا کہ حضرت معاویہ مزنیؓ کی چارپائی آپ ﷺ کے سامنے حاضر کر دی گئی تھی اس لئے یہ جنازہ غائبانہ نہ تھا۔حافظ ابن حجرؒ فرماتے ہیں کہ اس (معاویہ مزنیؓ) کے واقعہ سے دلیل لینا جائز نہیں کیونکہ جب پردے اٹھا دیئے گئے تو جنازہ حاضر ہو گیا۔(الاصابہ 437/3)

۴: حافظ ابن کثیرؒ فرماتے ہیں کہ اس کی تمام سندیں ضعیف ہیں (تفسیر ابن کثیر 209/4)، علامہ ابن عبدالبرؒ فرماتے ہیں کہ ان احادیث کی سندیں قوی نہیں (الاستیعاب 375/3)

۵: ابن قیمؒ فرماتے ہیں کہ معاویہ بن معاویہؓ پر پڑھی جانے والی نماز کی حدیث صحیح نہیں (نیل الاوطار 750/1)

غائبانہ نماز جنازہ علمائے امت کی نظر میں

(۱) علامہ ابن عبدالبرؒ فرماتے ہیں کہ یہ تمام مثالیں دلالت کرتی ہیں کہ یہ عمل نبی اکرم ﷺ کے ساتھ خاص ہے۔ اس میں کوئی دوسرا آدمی شریک نہیں ہوسکتا۔ اسی طرح غائبانہ نماز جنازہ کے مسئلہ پر اکثر اہل علم کا یہی قول ہے۔ (التمھید 138/3)

(۲) امام ابن قیمؒ فرماتے ہیں کہ مسلمانوں میں بہت سے ایسے لوگ بھی فوت ہوئے جو نبی اقدس سے غائب تھے مگر آپ نے ان میں سے کسی کی بھی غائبانہ نماز جنازہ ادا نہ کی (زادالمعاد 519/1)

تو ان تمام تصریحات سے ثابت ہوا کہ غائبانہ نماز جنازہ درست نہیں بلکہ اس کے لئے میت کا سامنے ہونا ضروری ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں سنت رسول ﷺ پر عمل کرنے اور تاحیات اہل السنۃ والجماعۃ کے ساتھ وابستہ رہنے کی توفیق عطا فرمائیں (آمین)

ملفوظات اوکاڑوی   مولانا محمد علی صاحب ڈیروی مدظلہ

1: ایک دن ایک غیر مقلد کہنے لگا کہ مسئلہ تقلید کیا ہے؟ میں نے کہا کہ ہم حضرت امام اعظم ابوحنیفہؒ کے مقلد ہیں ۔اپنے امام سے پوچھ کر بتا دیتا ہوں ۔ ہمارے امام صاحبؒ فرماتے ہیں کہ میں سب سے پہلے مسئلہ کتاب اللہ شریف سے لیتا ہوں، اب فرمائیں کہ کسی ماہر قرآن کی راہنمائی میں قرآن پر عمل کرنا کفر ہے یا حرام یا بدعت ،کوئی آیت یا حدیث پیش فرمائیں ۔اس نے کہا یہ تقلید ت بالکل جائز بلکہ ضروری ہے۔ میں نے کہا الحمدللہ آپ ایک چوتھائی مقلد ہو گئے ہیں۔

پھر میں نے کہا کہ ہمارے امام صاحبؒ فرماتے ہیں کہ دوسرے نمبر پر میں سنت رسول اللہ ﷺ سے مسئلہ لیتا ہوں ۔اب آپ فرمائیں کہ دوسرے نمبر پر ماہر سنت کی راہنمائی میں سنت رسول ﷺ پر عمل کر لینے سے آدمی کتنا گنہگار ہوتا ہے؟ اس نے کہا کہ یہ تو ثواب بلکہ ضروری ہے۔ میں نے کہا کہ آپ نصف مقلد ہو گئے۔

پھر میں نے کہا کہ ہمارے امام صاحبؒ فرماتے ہیں کہ اگر مسئلہ کتاب وسنت میں نہ ملے تو میں دیکھتا ہوں کہ صحابہؓ نے اس بارے میں کیا ارشاد فرمایا ہے اگر اس میں صحابہؓ کا اجماع ہو گیا ہو تو میں اس کو قبول کر لیتا ہوں اور اگر اختلاف ہو تو جس طرف خلفائے راشدینؓ ہوں اس مسئلہ پر عمل کر لیتا ہوں اب آپ ہی فرمائیں کہ اگر کتاب وسنت میں مسئلہ نہ ملے تو صحابہ کرامؓ وخلفائے راشدینؓ کے طریق کو اختیار کرنا کتنا بڑا گناہ ہے؟ وہ کہنے لگا یہ گناہ کیسے؟ یہ تو ضروری ہے۔ میں نے کہا کہ الحمدللہ آپ تین چوتھائی مقلد ہو گئے ہیں۔

پھر میں نے کہا کہ ہمارے امام صاحبؒ فرماتے ہیں کہ اگر مسئلہ کتاب اللہ ،سنت رسول اللہ ﷺ اور صحابہ کرامؓ سے نہ ملے تو میں اجتہاد کے ذریعے سے کتاب وسنت کے پوشیدہ احکام کو تلاش کر کے ظاہر کرتا ہوں اور ہم لوگ امام صاحبؒ کی راہنمائی میں کتاب وسنت کے اس حکم پر عمل کرتے ہیں اس میں کیا گناہ ہے؟ وہ کہنے لگا کہ یہ تو ضروری ہے۔ میں نے کہا الحمدللہ! آپ تو پورے مقلد ہو گئے [تجلیات صفدر 418,419/5]

2: ارشاد فرمایا کہ ایک دن ایک غیر مقلد کہنے لگا کہ تقلید کی کیا ضرورت ہے؟ میں نے کہا کہ فروعی مسائل دو قسم کے ہیں۔ ایک منصوص اور دوسرے غیر منصوص۔ پھر منصوص دو قسم کے ہیں متعارض اور غیر متعارض، پھر غیر متعارض دو قسم کے ہیں محکم اور محتمل۔

(۱) جو مسئلہ منصوص بھی ہو، غیر متعارض بھی ہو، محکم بھی ہو اس میں نہ اجتہاد کی گنجائش ہے اور نہ تقلید کی، مثلاً پہلی تکبیر کے وقت رفع یدین کرنا، سحری، افطاری وغیرہ

(۲) جو مسائل غیر منصوص ہوں ان کے بارے میں ہم یہ کہتے ہیں کہ اگر چہ صاف الفاظ کتاب وسنت میں مذکور نہیں مگر اس کی تہہ میں مستور ہیں، کسی علت میں لپٹے ہوے ہیں۔ ایسے مسائل میں مجتہد ان مستور احکام کو ظاہر کرتا ہے اور مقلد اس کی راہنمائی میں کتاب یا سنت کے اس پوشیدہ حکم پر عمل کرتا ہے۔ کیا کوئی آیت یا حدیث پیش کر سکتے ہیں کہ غیر منصوص مسائل کے احکام کو تلاش کرنا ماہر کے لئے حرام ہے یا ان پر عمل کرنا مقلد کے لئے حرام ہے۔

(۳) جو مسائل منصوص تو ہیں مگر متعارض ہیں، مجتہد قواعد شرعیہ کے مواقع رفع تعارض کر کے راجح نص پر عمل کرتا ہے اور مقلد بھی اس کی راہنمائی میں راجح نص پر ہی عمل

کرتا ہے۔اب کوئی آیت یا حدیث ایسی پیش فرمائیں کہ متعارضات میں رفع تعارض حرام یا کفر ہے یا راجح نص پر عمل کرنا حرام یا کفر یا بدعت ہے۔

(۴) اگر کوئی مسئلہ منصوص بھی ہے غیر متعارض بھی ہے لیکن اس کے معنی میں چند احتمال ہیں یا اس کے درجہ میں چند احتمال ہیں کہ یہ فعل فرض ہے یا واجب ہے یا سنت ہے یا مستحب یا مکروہ یا مباح یا حرام یا مخصوص یا منسوخ وغیرہ تو مجتہد رفع احتمال کر کے نص کے راجح پہلو پر عمل کرتا ہے اور مقلد بھی مجتہد کی راہنمائی میں نص کے اس راجح پہلو پر ہی عمل کرتا ہے۔کیا کسی آیت یا حدیث میں ہے کہ محتملات میں رفع احتمال یا نص کے راجح پہلو پر عمل کرنا کفر یا شرک یا حرام یا بدعت ہے۔

[تجلیات صفدرؒ 419,420/5]

میدان مناظرہ میں حافظ سعید کے سالے کو جان کے لالے

11 جون بروز جمعرات کو بہاولپور میں فرقہ اہل حدیث کے انتہائی غالی اور متعصب پروفیسر عبداللہ بہاولپوری کے بیٹے اور امیر جماعت الدعوۃ حافظ سعید کے سالے کو میدان مناظرہ میں ذلت ناک شکست کا سامنا کرنا پڑا۔رفع الیدین کے موضوع پر مولانا عبداللہ عابد کی زیر صدارت ہونے والے اس مناظرہ میں مولانا شہباز باجوہ صاحب نے دلائل کے ذریعے عبدالمنان بہاولپوری کو ایسا زچ کیا کہ وہ مناظرہ سے بھاگ کھڑا ہوا مکمل کاروائی ویڈیو سی ڈی میں محفوظ ہے۔رابطہ کر کے طلب فرمائیں   بقیہ تفصیلات آئندہ شمارے میں

منجانب: اتحاد اہل السنۃ والجماعۃ پاکستان

قافلہ باطل سے قافلہ حق کی طرف

راہی الی الحق محمد شکیل ولد محمد شریف نیوسیٹلائٹ ٹاؤن سرگودھا

ابوعکراش: ذرا مختصر تعارف کروانا پسند کریں گے؟

محمد شکیل: جی میرا نام محمد شکیل ہے۔گول چکر نیوسیٹلائٹ ٹاؤن سرگودھا میں میری پراپرٹی کی دکان ہےاور تبلیغی جماعت سے میرا پرانا تعلق تھا مگر کیپٹن مسعودالدین عثمانی کے پھیلائے ہوئے وساوس کا شکار ہوکر میں تقریبا دو ماہ سے سب مسلمانوں کو کافر سمجھنے لگ گیا تھا۔

ابوعکراش: عثمانیت سے توبہ تائب ہوکر اہل السنۃ والجماعۃ میں شامل ہونے کا کیا سبب بنا؟

محمد شکیل: ہمارے قریبی کالج والی مسجد کے امام حضرت مولانا محمد قاسم صاحب نے میری گمراہی کوشدت سے محسوس کیا اور مجھے مسلسل سمجھاتے رہے مگر میں عثمانیوں کے سمجھانے کی وجہ سے علماء سے دور رہتا تھا۔بعد میں مولانا محمد قاسم صاحب نے مولانا محمد الیاس گھمن صاحب کے مدرسے کے استاد مولانا محمد رضوان عزیز صاحب سے رابطہ کیا۔ وہ خود تشریف لائے اوران کے ساتھ شیخ القرآن جناب مولانا مقصود احمد صاحب بھی تھے۔مولانا محمد رضوان عزیز صاحب نے بڑے احسن انداز سے جماعت المسلمین اورعثمانیت کے عقائد میرے سامنے کھولے اور مجھے پتہ چلا کہ حق کیا ہے۔ لہذا میں نے مولانا محمد رضوان عزیز صاحب حفظہ اللہ کے ہاتھ پر 11 جنوری

2009 کوعثمانیت سے توبہ کی۔

ابوعکراش: مولانا محمد رضوان عزیز صاحب نے عثمانیت کے وہ کون سے عقائد ونظریات آپ کو بتلائے تھے جن کی بنیاد پر آپ عثمانیت سے تائب ہوکر اہل السنۃ والجماعۃ میں شامل ہوئے۔

محمد شکیل: مولانا صاحب نے مجھے بتلایا کہ عثمانی تیرہ صدیوں کے تمام مسلمانوں کو عبداللہ بن سباء یہودی کا ایجنٹ کہتے ہیں اور پہلی صدی ہجری کے بعد کے تمام مسلمانوں اور دین اسلام کو بعد والے مسلمانوں کا ایجاد کردہ دین کہتا ہے۔(ایمان خالص ص،84,85)حیات النبی ﷺ کے عقیدے کوشرک کی جڑ کہتا ہے(وفات ختم الرسل ص 6)علمائے امت کوحرام خور کہتا ہے(دین داری یاد کانداری)امام احمد بن حنبلؒ کوقبر پرستی کے شرک کا بانی کہتا ہے(عذاب برزخ ص 26)حضرت عمرؓ کوجن کودیکھ کرشیطان اپنا راستہ بدل دیتا تھا عثمانی لکھتا ہے کہ وہ بھی شیطان کے فریب میں آگئے(عذاب برزخ ص 47)امام ابوحنیفہؒ پر جھوٹ بولا کہ وہ اعادہ روح کے منکر تھے(عذاب برزخ ص 46)حالانکہ معاملہ اس کے برعکس ہے۔اسی طرح کے اور بیسیوں عقائد بتلائے جوسراسر گمراہی تھے لہذا میں نے اللہ کے فضل سے عثمانیت کی گمراہی کوخیر آباد کہہ دیا اوراہل السنۃ والجماعۃ احناف دیوبند میں شامل ہوگیا۔

ابوعکراش: کیا آپ اہل حق کے نام کوئی پیغام دینا چاہیں گے؟

محمد شکیل: عوام الناس اہل السنۃ کو چاہیے ہر چمکتی چیز کوسونا سمجھ کرگمراہی کا شکار ہونے کے بجائے مرکز اہل السنۃ والجماعۃ میں رابطہ کرلیا کریں جہاں پراہل السنۃ والجماعۃ کے

مناظرین، محققین ہمہ وقت دین اسلام کی حفاظت کے لئے چوکس و بیدار ہیں۔

وفیات

5 مئی بروز منگل 2009ء بمطابق ۹ جمادی الاولیٰ ۱۴۳۰ھ امت مسلمہ کے لئے وہ تاریک دن تھا جس میں آسمان علم وفضل کا آفتاب منصۂ شہود پر ۹۵ برس کی ضیاء پاشیوں کے بعد غروب ہوگیا۔ کسے خبر تھی مانسہرہ کے گاؤں ڈھکی چیراں داخلی کڑمنگ کے علاقے میں ۱۹۱۴ء کو نور محمد کے گھر پیدا ہونے والا یہ گمنام بچہ نیک نامی کی اوج کمال پر پہنچے گا، مگر جن گلوں سے تزئین چمن مقصود ہوتی ہے فطرت خود ان کی حنا بندی کرتی ہے۔ شیخ الحدیث امام اہل السنۃ بھی وہ یگانہ روزگار شخصیت تھے جنہیں شیخ العرب والعجم حضرت حسین احمد مدنیؒ جیسے ماہر جوہری نے ایسا تراشا ہوا ہیرا بنا دیا جس کی نگاہوں کو خیرہ کرنے والی چمک نے ایک عالم کو روشن کر دیا۔

۱۹۴۱ء میں حضرت مدنیؒ، مولانا اعزاز علی اور مولانا ابراھیم بلیاویؒ سے کتب حدیث پڑھیں۔ ۱۹۴۳ء کو گھکھڑ تشریف لائے اور یہاں کی جامع مسجد میں درس وتدریس کا فریضہ سرانجام دینا شروع کیا۔ جدید مادیت کے ہاتھوں مظلوم ہونے والے علوم کی نفرت کے لئے مدرسہ نصرۃ العلوم کی بنیاد رکھی اور بحیثیت شیخ الحدیث 2001ء تک بخاری شریف پڑھاتے رہے مگر مرض کی شدت نے یہ مبارک سلسلہ روک دیا۔ حضرت امام اہل السنۃ مولانا حسین علی پھجرواں کے خصوصی شاگرد اور

خلیفہ مجاز تھے۔مختلف فرقہ باطلہ کی تردید میں پچاس سے زائد کتب تالیف فرمائی جن کی مثل پیش کرنے سے ابنائے زمانہ عاجز آچکے ہیں۔150 سے زائد ممالک سے زائد ممالک میں حضرت کے تلامذہ قطب نما بن کر نشان منزل دکھا رہے ہیں۔حضرت امام اہل السنۃ اہل حق اہل السنۃ والجماعۃ کے ترجمان تھے اور تادم زیست دین مبین کی تمام شرور وفتن سے حفاظت فرماتے رہے۔حضرت امام اہل السنۃ کے دست حق پرست پر ہزاروں افراد نے بیعت کی۔تحریک آزادی میں جمعیت علمائے ہند کے پلیٹ فارم پر داد شجاعت دیتے رہے۔پاکستان تحریک نفاذ شریعت اور تحفظ ختم نبوت کی تحریک میں کفن بردوش سینہ سپر رہے۔1953 کی تحریک ختم نبوت اور 1977 کی تحریک نظام مصطفیٰ ﷺ میں شرکت کی پاداش میں زینت زنداں بنے۔امام اہل السنۃ کا شمار حضرت مولانا عبداللہ درخواستیؒ، حضرت مولانا مفتی محمودؒ اور حضرت مولانا غلام غوث ہزاروی کے قریبی ساتھیوں میں ہوتا ہے۔1977 کی تحریک نظام مصطفیٰ ﷺ کے دوران جب حضرت ایک جلوس کی قیادت فرما رہے تھے اور رینجر کے کمانڈر نے کہا کہ اگر سرخ لائن عبور کی تو گولی ماردی جائے گی،مگر حضرت نے شیر کی طرح گرج کر فرمایا ’’میں 63 سال مسنون عمر پوری کر چکا ہوں اور اب تمنائے شہادت ہے۔یہ کہا اور بےخوف وخطر ریڈ لائن عبور کر گئے۔

احتساب (ابوعکراش)

فرقہ اہل حدیث پاک وہند چونکہ عمل بالحدیث کا مدعی ہے اور اپنے آپ کو جملہ محدثین کے طریقے پر باور کرواتا ہے، ضرورت اس بات کی ہے کہ تقلید ائمہ سے نکل کر بے پیندے گھر کی طرف لڑھکنے والے اس جدید فرقہ کا احتساب ہونا چاہیے اور عوام الناس جوان کے دلفریب نعروں اور بلند بانگ کھوکھلے دعووں سے متاثر ہوجاتے ہیں ان کے سامنے ان کی حقیقت طشت ازبام کرنی چاہیے تاکہ کوئی سادہ لوح مسلمان ان کی متشرع شکل وصورت سے دھوکہ کھا کر اسلاف امت سے نہ کٹ جائے اور پھر ان علمی یتیموں کی طرح دشت الحاد میں صحرانوردی شروع کردے۔آیئے سب سے پہلے کتب ستہ کی میزان پر فرقہ اہل حدیث کا احتساب کرتے ہیں۔چونکہ یہ فرقہ جدیدہ سب سے زیادہ بخاری شریف کا مقدس لبادہ اوڑھ کر اپنے گمراہ کن افکار کی ترویج واشاعت کرتا ہے اس لیے سب سے پہلے بخاری کی عدالت میں ان مجرموں کو پیش کیا جاتا ہے۔

دیکھنے والے ہوش میں رہنا سب دھوکہ ہی دھوکہ ہے
ملبوس بڑے بدصورت ہیں لباس بڑے بھڑکیلے ہیں

امام بخاریؒ: جمعہ کی دواذانیں ہیں اور حضرت عثمان غنیؓ کے دورحکومت سے یہی عمل جاری وساری ہے۔(بخاری شریف 125/1 رقم 916 کتاب الجمعۃ باب التاذین عندالخطبہ)

فرقہ اہل حدیث پاک وہند! ہمارے زمانے میں جو مسجد میں جمعہ کی

دواذانیں ہوتی ہیں وہ بدعت صریح ہیں اور کسی طرح بھی جائز نہیں (فتاوی ستاریہ 85/3)

محاسبہ! فرقہ اہل حدیث کے اس فتوی سے معلوم ہوا کہ حضرت عثمان غنیؓ اور بقیہ تمام صحابہؓ نے اس بدعت کا ارتکاب کیا ہے اور ناجائز کام کیا ہے حالانکہ خود نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے **علیکم بسنتی وسنة الخلفاء الراشدین المھدین** کہ میری اور خلفاء راشدین کی سنت کو لازم پکڑو۔ اور حضرت عثمان غنیؓ کو اللہ کے نبی ﷺ نے جنت میں اپنا رفیق قرار دیتے ہوئے فرمایا **لکل نبی رفیق ورفیقی یعنی فی الجنة عثمان** (ترمذی شریف کتاب المناقب باب ورفیق فی الجنة عثمان رقم 3698)

اگر یہ دوسری اذان بدعت ہے تو حضرت عثمان غنیؓ فرقہ اہل حدیث کے نزدیک بدعتی ٹھہرے (معاذ اللہ) اور بدعتی آپ ﷺ کا جنت میں ساتھی کیسے بن گیا۔

تبصرہ کتب

نام کتاب: مصائب وآلام عذاب یا انعام

تالیف: فضیلۃ الشیخ حضرت علامہ مولانا محمد محمود عالم صفدر اوکاڑوی صاحب مدظلہ خلیفہ مجاز سید امین شاہ صاحبؒ فاضل دارالعلوم دیوبند۔

قیمت: 80 روپے

ناشر: مکتبہ اہل السنۃ والجماعۃ چک نمبر 87 جنوبی لاہور روڈ سرگودھا

تبصرہ: زیر کتاب بے نظیر محقق، پیر طریقت جناب مولانا محمد محمود عالم صفدر صاحب کی

گراں قدر تصنیف ہے جس میں امت مسلمہ کی پریشانیوں کا علاج اس احسن انداز سے تحریر فرمایا ہے کہ گردش دوراں کے ستم رسیدہ افراد بھی اسے پڑھ کر مشام جاں معطر کئے بغیر نہیں رہ سکتے ۔ یہ کتاب آیات صبر ،احادیث شکر اور واقعات دل پذیر کا وہ حسین گلدستہ ہے جس کی تازگی ہر اس شخص کو تر و تازہ کرتی ہے جو اس سے تازگی چاہے۔خریدے پڑھیے اور اللہ تعالی کی بے شمار نعمتوں کا ادراک کیجیے۔

اہم خوشخبری (ایک ذکری کا قبول اسلام)

نیک بخت ولد سبزل نامی ذکری فرقہ کے شخص نے مولانا مفتی احتشام الحق آسیا آبادی مہتمم جامعہ رشیدیہ آسیا آباد ضلع تربت مکران بلوچستان کے ہاتھ پر اسلام قبول کرلیا ۔ مولانا مفتی احتشام الحق صاحب ذکری فرقہ کے عقائد ونظریات پر اسپیشلسٹ ہیں۔

تفصیلات آئندہ شمارے میں